عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۸ جلد ۱۸ شعبان المعظم ۱۴۳۵ جون 2014

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

مسلسل اشاعت کے ۲۵ سال

شمائل ترمذی شریف کی تحریف ختم نبوت میں خیانت

آئی جو خوشبو محبت کی... سرحد پار سے

حضرت عکاشہؓ

تحفظ ختم نبوت پر ایک سالہ تخصص

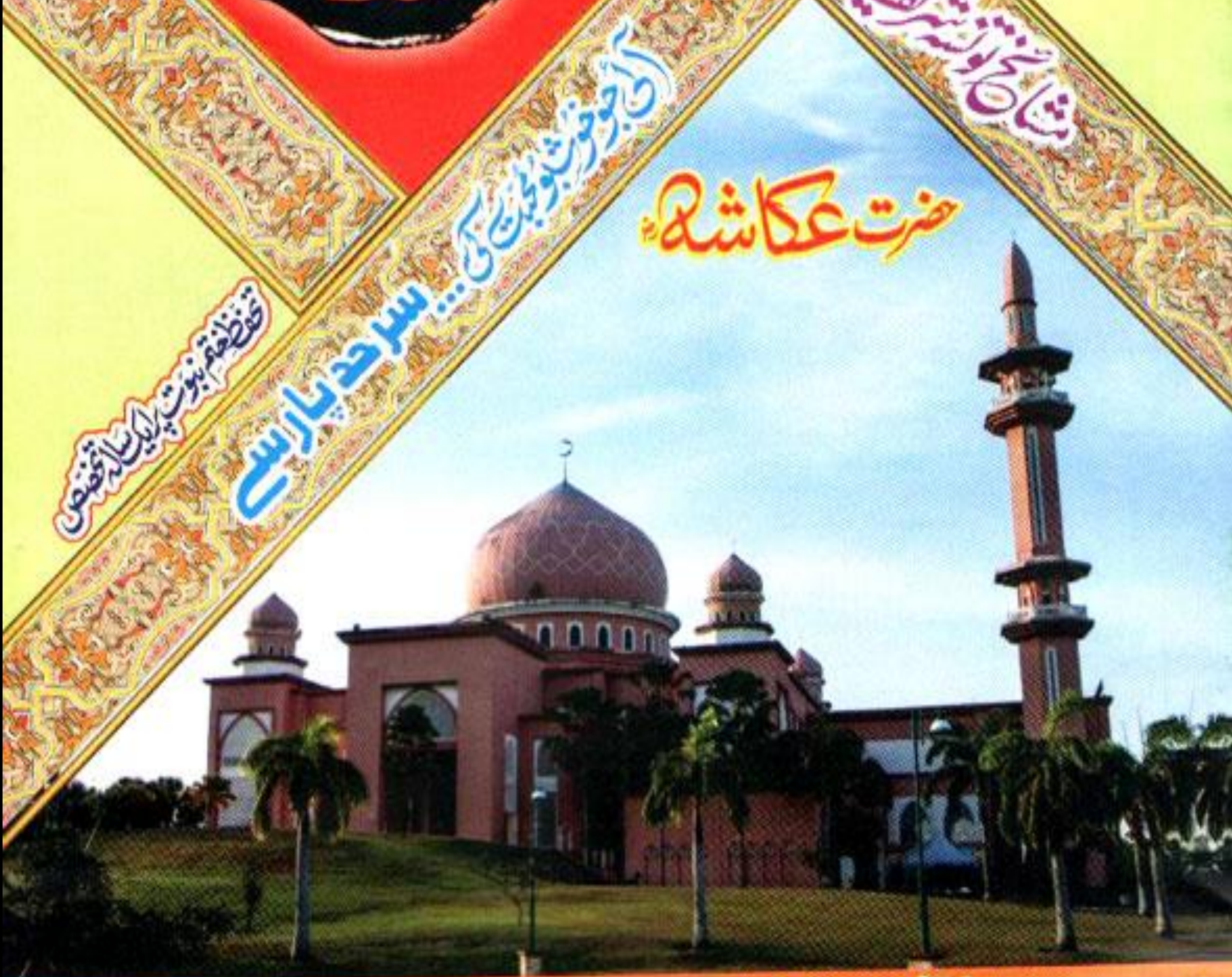

عظیم الشان فقید المثال ختم نبوت کانفرنس لاہور

قادیانیوں سے بائیکاٹ کیوں؟

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۸ ○ جلد: ۱۸

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ ۔ ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

تحفظ ختم نبوت پر ایک سالہ تخصص	مولانا اللہ وسایا	3
سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر	مولانا اللہ وسایا	4

مقالات ومضامین

حضرت عکاشہؓ	حافظ محمد انس	5
حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ	مولانا عزیز الرحمٰن ثانی	7
فتنہ انکار حدیث...... ماضی وحال کے تناظر میں (قسط نمبر3)	مولانا محمد رضوان عزیز	10
عالم اسلام کا ایک بڑا المیہ	عبداللہ خالد قاسمی، مظاہر العلوم سہارنپور	13
ایک ہفتہ...... حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے دیس میں (قسط نمبر5)	مولانا اللہ وسایا	16
اس بے وادی پر آسمان روئے	مولانا امان اللہ قیصرانی	24

شخصیات

پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ (قسط نمبر6)	ڈاکٹر مولانا عبدالحلیم چشتی	27
مشائخ تونسہ شریف کی تحریک ختم نبوت میں خدمات (قسط نمبر2)	مولانا عبدالعزیز لاشاری	31
حضرت مولانا رب نواز جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ	مولانا سید محمد زین العابدین	35

ردّ قادیانیت

فتنہ کادیانیت اور اسلامی اصطلاحات (آخری قسط)	مولانا شاہ عالم گورکھپوری	38
قادیانیوں سے بائیکاٹ کیوں؟ (قسط نمبر2)	مولانا غلام رسول دین پوری	44

متفرقات

آئی جو خوشبو محبت کی ...... سرحد پار سے	مفتی اشرف عباس قاسمی، دارالعلوم دیوبند	48
عظیم الشان فقید المثال ختم نبوت کانفرنس لاہور	مولانا محمد رضوان عزیز	50
ختم نبوت کانفرنس رحیم یار خان	مولانا مفتی محمد راشد مدنی	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

تحفظ ختم نبوت پر ایک سالہ تخصص!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ ۱۹؍مارچ ۲۰۱۴ء میں فیصلہ کیا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں فارغ التحصیل علماء کرام کی تیاری کے لئے سہ ماہی سالانہ کلاس جو شوال المکرم، ذیقعدہ، ذی الحجہ میں دفتر مرکزیہ ملتان منعقد ہوتی ہے:

۱...... اس کلاس کا دورانیہ سہ ماہی کی بجائے ایک سال کر دیا جائے۔

۲...... ایک سالہ تخصص کی یہ کلاس بجائے ملتان دفتر مرکزیہ کے اس سال سے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں انعقاد پذیر ہو۔

۳...... اس کلاس میں وفاق المدارس کے فارغ التحصیل علماء کرام کو داخلہ دیا جائے۔

۴...... داخلہ کے خواہش مند حضرات جید جدا کی اسناد کے حامل ہوں۔ تدریسی تجربہ، میٹرک، مڈل، کمپیوٹر جاننے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔

۵...... اس سال کلاس کے شرکاء کی تعداد تیس ہوگی۔

۶...... جن موضوعات پر تیاری کرائی جائے گی خصوصیت سے وہ یہ ہیں: مبادیات تفسیر، اصول حدیث بمع اصطلاحات، اصول فقہ، تربیت تحریر وتقریر، اجراء، صرف ونحو، حفظ الاحادیث، مطالعہ قادیانیت، مطالعہ مسیحیت، مطالعہ جدید فتن، جغرافیہ، فلکیات وغیرہ!

۷...... تمام شرکاء کو کم از کم دوصد صفحات کا مقالہ لکھنا ضروری ہوگا۔

۸...... تخریج وتحقیق پر خصوصی توجہ دینا ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز! شرکاء، نکتہ دان خطیب، بلند پایہ ادیب، محقق ومناظر کے علاوہ اتحاد امت کے داعی ثابت ہوں گے۔

۹...... داخلہ کے خواہشمند قومی شناختی کارڈ اصل بمع ایک عدد فوٹو کاپی اور دوعدد رنگین فوٹو مدرسہ سے تزکیہ کا سرٹیفکیٹ ہمراہ لائیں۔

۱۰...... ۱۰؍شوال المکرم سے ۱۵؍شوال تک داخلہ کے لئے رابطہ فرمائیں اور پھر ۱۸؍شوال کو تحریری وتقریری انٹری ٹیسٹ پاس کر کے مستحق داخلہ ہوں۔

۱۱...... شرکاء کلاس کو کاغذ، کاپی، قلم، ودیگر ضروریات کے لئے پندرہ صد روپیہ ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا۔

۱۲...... رابطہ کیلئے مولانا عزیز الرحمن ثانی موبائل نمبر 0300-4304277، مولانا غلام رسول دین پوری موبائل نمبر 0300-6733670...... مولانا رضوان عزیز موبائل نمبر 0332-4000744

حق تعالیٰ شانہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اس جدوجہد کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں اور اسے ہر قسم کی خیروبرکت کا ذریعہ فرمائیں۔تا کہ ملک عزیز میں رحمت دوعالم ﷺ کی عزت وناموس اور وصف خاص ختم نبوت کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دیا جاسکے۔آمین بحرمة النبی الکریم!

سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر

حسب سابق ۳۳واں سالانہ ختم نبوت کورس ۲ تا ۲۵ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ مطابق ۳۱ تا ۲۳ جون ۲۰۱۴ء کو مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں منعقد ہوگا۔کورس میں شرکت کے خواہش مند حضرات کے لئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔شرکاء کو کاغذ، قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔داخلہ کے خواہش مند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

خصوصی طور پر اس سال شرکاء کورس کو قرآنی عربی کورس اور درس قرآن وحدیث کے انداز سکھلانے کا بھی کورس کرایا جائے گا۔خصوصیت کے ساتھ خواہشمند حضرات اس میں شرکت فرمائیں۔رابطہ کیلئے:

مولانا عزیزالرحمٰن ثانی، لاہور0300-430427...مولانا غلام رسول دین پوری، چناب نگر 0300-6733670...مولانا غلام مصطفیٰ، چناب نگر0301-7972785

شوگر اور جوڑوں کے درد کے لئے اکسیر نسخہ

مولانا محمد فاروق آزاد حیدرآباد سندھ میں اہل سنت والجماعت کے ممتاز رہنما ہیں۔انہوں نے ایک بزرگ کا عطا کردہ نسخہ شوگر اور جوڑوں کے درد کے لئے جو اکسیر کا درجہ رکھتا ہے اور مجرب ہے بتایا۔کم خرچ بالانشیں کا مصداق ہے۔لکھ دیتا ہوں۔کسی اللہ کے بندے کو فائدہ ہوجائے تو مجھے خوشی ہوگی۔

نسخہ: ایک دیسی انڈہ مرغی کا ابال کر چھلکا اتار دیں اور ابلے ہوئے انڈے کو لاہوری نمک میں ایسے رکھیں کہ یہ نمک میں چھپ جائے۔تین دن کے بعد دوسرا انڈہ اسی طرح ابال کر، چھیل کر لاہوری نمک میں دبا دیں۔تین دن کے بعد تیسرا انڈہ۔یعنی ہر تین دن بعد ایک انڈہ دیسی مرغی کا ابلا ہوا چھیل کر لاہوری نمک میں چھپا کر رکھتے جائیں۔حتیٰ کہ علیحدہ علیحدہ پورے پندرہ انڈے ہوجائیں۔

طریقہ استعمال: لاہوری نمک میں رکھے ہوئے پہلے انڈے کو جب پندرہ دن ہوجائیں تو نمک سے نکال لیں۔اس کی سفیدی نمک میں تحلیل ہوچکی ہوگی۔زردی باقی ہوگی۔صبح نہار منہ اس زردی کو گرم دودھ سے استعمال کریں۔تین دن کے بعد دوسرا انڈہ استعمال کریں۔پھر تین دن کے بعد تیسرا انڈہ۔غرض پینتالیس دن میں پندرہ انڈوں کو استعمال کرکے کورس مکمل کرلیں۔شوگر اور جوڑوں کے درد میں حیرت انگیز طور پر مفید پائیں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کے امراض سے نجات نصیب فرمائیں۔

حضرت عکاشہؓ

حافظ محمد انس

حضرت عکاشہؓ کا نسب مبارک اس طرح ہے۔ عکاشہ بن مرثان، بن محصن، بن قیس، بن مرۃ، بن کبیر بن غنم، بن دودان، بن اسد، بن خذیمہ۔ حضرت عکاشہؓ کا تعلق قبیلہ بنو اسد بن خذیمہ کی شاخ بنی غنم، بن دودان سے تھا۔ یہ قبیلہ ایام جاہلیت میں بنو عبد شمس (قریش) کا حلیف تھا۔

حضرت عکاشہؓ کی کنیت ابو محصن تھی۔ حضرت عکاشہؓ کو اللہ رب العزت نے ایسے وقت دعوت حق قبول کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمایا جب اس دعوت کو قبول کرنا تیز دھار تلوار پر چلنے کی مترادف تھا، جب اس دعوت کو قبول کرنا موت کو دعوت دینا تھا لیکن حضرت عکاشہؓ نے جوان مردی، شجاعت ودلیری اور ہمت واستقلال سے اعلانیہ طور پر اس دعوت کو قبول کیا اور سابقون الاولون کی مقدس جماعت میں اپنا نام درج کرایا اور پھر تادم زیست لوائے توحید کو تھامے رکھا۔

قبول اسلام کے بعد حضرت عکاشہؓ کفار مکہ کے ظلم وستم نہایت کشادہ دلی سے برداشت کرتے رہے۔ بعض مسلمان مظالم سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے تھے۔ ان میں حضرت عکاشہؓ کے قبیلے کے بھی بہت سارے افراد شامل تھے جو حبشہ پہنچ کر سکون کی زندگی گزارنے لگے تھے۔ لیکن حضرت عکاشہؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت نہ کی۔ بلکہ وہیں مکہ میں رہ کر کفار کے مظالم کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا اور مستقل طور پر وہیں رہے۔ جب سرکار دوعالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو الوداع کہہ کر مدینہ منورہ جانے کا حکم فرمایا۔ اس موقع پر جن حضرات نے آپ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی، ان میں حضرت عکاشہؓ بھی شامل تھے۔

رحمت عالم ﷺ کے مدینہ طیبہ میں نزول اجلال کے بعد بہت سارے چھوٹے چھوٹے لشکر مختلف مقاصد کے لئے اطراف مدینہ میں بھیجے جاتے تھے۔ تاکہ کفار مکہ کے شر سے مسلمان باخبر رہیں اور اسلام کی دعوت بھی دیں۔ بعض اوقات چھوٹی چھوٹی لڑائیاں مختلف قبائل سے ہوجاتی تھیں، ان لڑئیوں کو ''سریہ'' کا نام دیا جاتا ہے۔

ایک سریہ جس میں سرکار دوعالم ﷺ نے دس یا بارہ صحابہ کرامؓ پر حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ اور اس مختصر سے قافلہ کو نخلہ کے مقام پر ٹھہر کر قریش کی نگرانی کا کام سونپا گیا۔ ان حضرات نے پوری ذمہ داری اور تندہی کے ساتھ اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ ان میں حضرت عکاشہؓ بھی شامل تھے۔

غزوات نبوی ﷺ کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرت عکاشہؓ نے بدر، احد، احزاب، خیبر، حنین، تبوک سبھی غزوات میں حصہ لیا اور ہر معرکے میں اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ حافظ ابن عبدالبرؒ نے الاستیعاب میں نقل کیا ہے کہ غزوہ بدر میں کفار کے ساتھ اس جوان مردی سے لڑے کہ لڑتے لڑتے آپ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور ﷺ نے دیکھا تو آپ کو ایک کھجور کی چھڑی عطاء فرمائی جو حضرت عکاشہؓ کے ہاتھ میں آتے ہی تلوار بن گئی۔ اسی غزوے میں

قریش کے ایک نامی گرامی جنگجو معاویہ بن قیس کو بھی آپ نے جہنم واصل کیا۔

۱۱ھ سرور دو عالم ﷺ کی رحلت کے بعد سیدنا صدیق اکبرؓ کے زمانہ خلافت میں بہت سارے فتنوں نے سر اٹھایا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے ان ناساز اور ناگفتہ بہ حالات میں جرأت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان مرتدین کا مقابلہ کیا اور ان کے خلاف اعلان جہاد فرمایا۔

مرتدین کے ایک طاقتور گروہ کی قیادت طلیحہ بن خویلد کر رہا تھا۔ یہ شخص بلا کا جنگجو تھا۔ اپنے زمانہ میں اس کی شجاعت عرب میں مشہور تھی۔ یہ دراصل عہد رسالت میں ہی مرتد ہو گیا تھا اور نبوت کا دعویدار بن بیٹھا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے ارتداد کی خبر سن کر حضرت ضرارؓ کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ اس لشکر نے طلیحہ کا مقابلہ کیا اور خوب کیا، فتح پائی، کامیاب وکامران ہو کر لوٹے، طلیحہ بھاگ گیا۔ لشکر اسلامی ابھی لوٹا ہی نہ تھا کہ حضور ﷺ اس فانی دنیا سے پردہ فرما گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مرتدین کے خلاف جہاد کے لئے مختلف اطراف میں لشکر بھیجے۔

حضرت عکاشہؓ بھی حضرت خالد بن ولیدؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے سب سے پہلے طلیحہ کو ختم کرنے کا منصوبہ بنایا جو مختلف قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر پھر سے شرارتیں کرنے لگا تھا۔ حضرت عکاشہؓ دشمن کی نقل وحرکت پر نظر رکھنے کے لئے ان کی طرف جا رہے تھے کہ اتفاقاً دشمن کے ایک دستے سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ ان میں طلیحہ اور اس کا بھائی سلمہ بھی شامل تھا۔ طلیحہ نے حضرت عکاشہؓ پر حملہ کیا اور سلمہ نے حضرت ثابتؓ پر۔ حضرت سلمہؓ جلد ہی اس کے ہاتھوں شہادت کے رتبہ پر فائز ہو گئے۔ لیکن حضرت عکاشہؓ نے طلیحہ جیسے جنگجو کو ایسا زچ کیا کہ وہ مجبوراً اپنے بھائی سلمہ کو پکارنے لگا۔ سلمہ بھی حضرت ثابتؓ سے فارغ ہو کر اپنے بھائی طلیحہ سے مل کر حضرت عکاشہؓ پر وار کرنے لگا۔

حضرت عکاشہؓ آخر کار زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے خلد بریں کو سدھار گئے۔ حضرت عکاشہؓ سبقت فی الاسلام، راہ حق میں جانکشی اور شوق جہاد میں نمایاں تھے۔ آپ نہایت ہی جلیل القدر صحابی تھے۔ ایک دن رحمت عالم ﷺ جنت البقیع میں کھڑے تھے۔ چند صحابہ کرامؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ یوم حساب کی باتیں ہو رہی تھیں تو حضور ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اس قبرستان (جنت البقیع) کے ستر ہزار آدمی کسی حساب وکتاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ حضرت عکاشہؓ بھی وہاں موجود تھے۔ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے بھی دعا کر دیں۔ اللہ رب العزت مجھے بھی ان میں شامل کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم بھی ان لوگوں میں شامل ہو گئے۔ یہ سن کر حضرت عکاشہؓ کی زبان مبارک پر بے اختیار اللہ رب العزت کی حمد وثنا جاری ہو گئی۔

ایک دوسرے صحابیؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میرے لئے بھی دعا فرمادیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ’’سبقك بها عكاشة ‘‘یعنی عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔ حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ مبارک ضرب المثل بن گئے۔ پھر کوئی آدمی کسی بھی کام میں سبقت لے جاتا تو یہ کہا جاتا تھا کہ فلاں عکاشہؓ کی طرح سبقت لے گیا۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو ان نفوس قدسیہ کی مبارک زندگیوں پر عمل کرنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین بحرمة النبی الکریم!

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

خلافت فاروقی کے آخری سال ۲۳ ہجری میں حضرت عروہ بن زبیرؒ کی ولادت ہوئی۔ اس وقت ان کا خاندان عرب میں اعلیٰ شرف رکھتا تھا۔ ان کے دو بھائی زیارت رسول اللہ ﷺ سے مشرف تھے۔ (حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت مصعب بن زبیرؓ) والد کا نام زبیر بن العوامؓ جو نقیب رسول اللہ ﷺ کے لقب سے ممتاز تھے۔ والدہ کا نام اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ (جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بڑی صاحبزادی تھیں) نانا سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۃ الرسول ﷺ، رفیق غار، نبیوں کے بعد کائنات کے افضل ترین انسان۔ دادی کا اسم گرامی سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی۔ خالہ کا اسم گرامی ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ۔ بہت ہی کم انسانوں کو ایسی خاندانی شرافت وعزت نصیب ہوتی ہے۔ حضرت عروۃ بن زبیرؒ اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔

حضرت عروۃ بن زبیرؒ کی ذاتی سیرت پاکیزہ اور قابل رشک تھی۔ کثرت سے روزے رکھا کرتے تھے۔ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے۔ ہمہ وقت زبان پر ذکر اللہ جاری رہتا۔ قرآن مجید کی تلاوت کا یہ معمول تھا کہ دن میں ہر روز چوتھائی حصہ قرآن کا دیکھ کر تلاوت کرتے۔ پھر اسی حصہ کو رات کو نمازوں میں تلاوت کرتے۔ ان کا یہ عمل آغاز جوانی سے وفات تک رہا۔

مزاج میں بے پناہ سخاوت وخیر خواہی تھی۔ علم کے ساتھ ساتھ مال کی خیرات بھی بکثرت کیا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں ان کا ایک طویل وعریض باغ تھا۔ جس میں ہر قسم کے پھل دار درخت تھے۔ پھلوں کے آغاز کے زمانہ میں اس کا بڑا اہتمام وحفاظت فرماتے۔ جب پھل پک جاتے تو ان کے چاروں دروازے عام لوگوں کے لئے کھول دیا کرتے۔ شہر اور اطراف شہر کے غریب لوگ بے تکلف پھل توڑ توڑ کر اپنے گھر لے جاتے۔ ہر سال یہ معمول جاری رہا کرتا۔ اس طرح غریبوں کو بھی وہ سب پھل مل جاتا جو امیر لوگ استعمال کرتے تھے۔

ایک دفعہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کی خواہش پر دارالخلافہ دمشق تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ ان کا بیٹا بھی تھا۔ خلیفہ نے باپ بیٹے دونوں کا شاندار استقبال کیا اور شاہی مہمان خانے میں ٹھہرایا۔ تشریف آوری پر بے حد خوشی ومسرت کا اظہار اور شکریہ ادا کیا۔ حضرت عروۃ بن زبیرؒ کی تشریف آوری پر ملک شام کے عوام اور علماء کا زیارت کے لئے ایک طویل سلسلہ چل پڑا۔ ہر روز قرآن مجید کے درس ہوا کرتے۔ سینکڑوں علماء استفادہ کرتے۔ حضرت عروۃ بن زبیرؒ کو اصحاب رسول ﷺ سے خاص طور پر اپنی خالہ ام المومنین سیدہ عائشہؓ سے جو روایات ملیں تھی ان کو حاصل کرنے کے لئے علماء کا ہجوم رہا کرتا تھا۔ انہی ایام میں ایک حادثہ پیش آیا۔ حضرت عروۃ بن زبیرؒ کے صاحبزادے ایک دن شاہی گھوڑوں کا معائنہ کر رہے تھے کہ ایک شریر گھوڑے نے انہیں لات ماردی۔ ضرب ایسی شدید تھی کہ صاحبزادے نے وہیں دم توڑ دیا۔ حضرت عروۃ بن زبیرؒ کے لئے یہ حادثہ قیامت سے کم نہ تھا۔ لیکن تقدیر

کے فیصلے بہرحال نافذ ہوکر رہتے ہیں۔ خلیفہ ولید بن عبدالملک بھی نہایت غمزدہ تھا کہ عزیز مہمان کے ساتھ ایسا حادثہ ہوگیا ہے۔ بات اسی پر ختم نہ ہوئی۔ اس حادثے کو گزرے چند دن ہی ہوئے تھے کہ حضرت عروہ بن زبیرؓ کے ایک پاؤں میں اچانک ایک مہلک مرض ناسور پیدا ہوگیا اور دیکھتے ہی دیکھتے مرض نے تشویش ناک صورت پیدا کردی۔ صورت حال سے خلیفہ بے چین ہوگیا۔ ملک کے ہر جانب سے نامور حکیموں کو طلب کیا اور علاج میں خصوصی توجہ صرف کی۔ بالآخر حکیموں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا کہ جلد از جلد پاؤں جدا کردیا جائے۔ ورنہ زہر جسم میں سرایت کر جائے گا اور پھر مرض لاعلاج ہوجائے گا۔ اسی آخری تجویز پر پاؤں کاٹ دینے کا فیصلہ کرلیا گیا۔ حکیموں نے حضرت عروۃ بن زبیرؓ سے کہا کہ آپ کو تھوڑی سی نشہ آور دوائی پلائی جائے گی۔ تاکہ تکلیف کا احساس کم سے کم ہو۔ حضرت عروہؓ نے فرمایا معاذ اللہ صحت کے لئے میں حرام چیز استعمال کرلوں یہ ہرگز ممکن نہیں۔ حکیموں نے کہا تو پھر آپ بے ہوش کرنے والی دوا لے لیں۔ حضرت عروہؓ نے کہا یہ بھی ممکن نہیں۔ اگر اس علاج میں میری موت واقع ہوجائے تو میں بے خبری میں اپنے رب سے ملاقات کروں گا؟ مجھ کو یہ بات ہرگز پسند نہیں اور فرمایا میں اپنے اللہ کے نام ہی سے مدد لیتا رہوں گا۔ تم اپنا کام شروع کرو۔ جب حکیموں نے اپنا کام شروع کیا تو حضرت عروہؓ کی زبان پر لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر جاری ہوگیا۔ اس حالت میں حکیموں نے اپنا کام پورا کیا۔ پاؤں جسم سے جدا کردیا گیا۔

خلیفہ ولید کو اب دائمی فکر یہ رہتی تھی کہ حضرت عروہؓ کی کامل تسلی کا انتظام کیا جانا چاہئے۔ اس سلسلہ میں وہ مختلف اسباب فراہم کیا کرتا تھا۔ انہی دنوں قبیلہ بنوعبس کا ایک وفد دمشق آیا۔ اس میں ایک صاحب نابینا تھا۔ خلیفہ نے اس نابینا شخص سے پوچھا کہ آپ کی دونوں آنکھیں کیوں ضائع ہوئی ہیں۔ نابینے شخص نے کہا امیرالمومنین میں اپنے قبیلہ بنوعبس کا امیر ترین آدمی تھا۔ میرے ہاں مال ودولت کے علاوہ اولاد کی بھی کثرت تھی اور اللہ نے عزت وشان بھی بخشی تھی۔ میرا قیام قبیلے کی سرسبز وادی میں تھا۔ ہم نہایت آسائش ومسرتوں میں اپنی زندگی گزار رہے تھے۔ ہمیں کسی بات کا اندیشہ نہ تھا۔ دکھ، درد، رنج وغم کو ہم بھول گئے تھے۔ ایک رات ایسی طوفانی بارش ہوئی کہ وادی جل تھل ہوگئی۔ پھر کچھ دیر بعد پانی کا سیلاب ٹوٹ پڑا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہمارا مال ومتاع، عالیشان مکان، بیوی بچے سب طوفان کی نذر ہوگئے۔ میں کسی طرح بچ گیا۔ سیلاب ختم ہونے کے بعد مجھ کو صرف اپنا ایک شیر خوار بچہ زندہ ملا اور ایک اونٹ جو اونچے مقام پر موجود تھا۔ میں نے اپنے بچے کو درخت کے نیچے لٹا دیا۔ اونٹ پکڑنے کے لئے آگے بڑھا۔ اونٹ خوف زدہ تھا۔ بھاگ پڑا۔ میں اس کے پیچھے دوڑا ہی تھا کہ بچہ کی ایک بھیانک چیخ سنی۔ پلٹ کر دیکھا۔ ایک بھیڑیا بچے کا سر اپنے منہ میں لے چکا تھا اور اس کو چبا رہا تھا۔ میں تیزی سے بچے کی طرف آیا۔ لیکن بھیڑیا اپنا کام کرچکا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! پھر اونٹ کی طرف آیا جو خوف وہراس میں پاگل ہوچکا تھا۔ قریب ہوتے ہی اس نے ایک زبردست لات ماری۔ میری پیشانی پھٹ گئی اور آنکھیں ضائع ہوگئیں۔ امیرالمومنین پس ایک ہی رات میں اپنے بیوی، بچے، مال ومتاع، صحت وبصارت سب سے محروم ہوگیا۔ خلیفہ کی آنکھیں اس واقعہ سے پرنم ہوگئیں۔ اپنے خادم سے کہا کہ اس نابینا شخص کو حضرت عروہ بن زبیرؓ کے پاس لے جاؤ اور یہ قصہ خود ان کو سنوا دو۔ خلیفہ کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عروہؓ کو ایسے واقعات سننے سے تسلی ہوگی۔

صحت کے بعد حضرت عروہ بن زبیرؒ کو شاہی اعزاز واکرام کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کردیا گیا۔ جب مدینہ منورہ پہنچے جہاں ان کی زیارت کا بے چینی سے انتظار کیا جارہا تھا۔ سارا شہر استقبال کے لئے جمع ہوگیا۔ حضرت عروہ بن زبیرؒ نے سب کی تسلی کے لئے ایک عام خطاب کیا۔ فرمایا: لوگو! میری موجودہ حالت پر غمزدہ نہ ہو۔ اللہ نے مجھے چار بچے دیئے تھے جن میں سے ایک واپس لے لیا ہے۔ تین باقی ہیں۔ اسی طرح اللہ نے مجھ کو دو ہاتھ، دو پاؤں دیئے تھے۔ ایک واپس لے لیا۔ تین باقی ہیں۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے قلیل لیا ہے۔ کثیر باقی رکھا ہے۔ ایک دفعہ مصیبت دی۔ لیکن بار بار عافیت عطا کی ہے۔ پھر فرمایا: اے لوگو! تم اپنی عیش وعشرت پر غور کرو۔ تم کو کیا کرنا ہے اور کیا کررہے ہو۔ دنیا کی اس فکر میں آخرت تاریک نہ کرلو۔

آخرکار اسی فکر آخرت میں حضرت عروہ بن زبیرؒ نے اپنی زندگی کے ۷۱ سال پورے کرلئے۔ جب وفات کا وقت آیا تو روزے کی حالت میں تھے۔ حالت سکرات میں اہل خانہ نے لاکھ کوشش کی، پانی کے چند قطروں سے افطار کرلیں۔ لیکن وہ آخروقت تک انکار کرتے رہے اور فرمایا میں اپنے رب سے روزے کی حالت میں ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ چند لمحات گزرنے نہ پائے تھے کہ اپنے رب سے ملاقات کرہی لی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ!

مولانا احمد یار چاریاری کا وصال

لالیاں ضلع چنیوٹ کے نامور عالم دین مولانا احمد یار چاریاری کا وصال ہوگیا۔ مولانا چاریاری خوب درویش منش عالم دین تھے۔ آپ مدت العمر جمعیت علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا دوست محمد قریشیؒ سے تھا۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد عمر قریشی سے آپ نے بیعت کی۔ زندگی بھر لالیاں اور اس کے گردونواح ضلع سرگودھا وجھنگ میں قریہ، قریہ آپ نے تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔ بالکل پرانے بزرگوں کی طرز پر آج گھر سے نکلے۔ آج ایک گاؤں، کل دوسرے گاؤں۔ ایک نماز یہاں، دوسری دوسرے گاؤں۔ کہیں ملاقات، کہیں درس، کہیں مجلس ذکر کہیں ملاقات، کہیں کھانا، کہیں ناشتہ، ہفتہ عشرہ بعد گھر لوٹتے۔ دودن آرام کیا پھر تبلیغی سفر پر نکل گئے۔ اس دور میں اب یہ بات عنقاء ہورہی ہے۔ ۱۹۷۲ء کے آخر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر میں اپنے کام کا آغاز کیا تو آگے چل کر مولانا سید ممتاز الحسن شاہ گیلانی، مولانا احمد یار چاریاری، مولانا خدابخش شجاع آبادی، مولانا عبدالرؤف جتوئی اور فقیر راقم پر مشتمل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ایک ٹیم تشکیل دی جو چناب نگر کے دیہاتوں میں تبلیغی دورہ کرتی۔ کوئی دوست کہیں، کوئی کہیں۔ ہر ماہ پورے علاقہ میں ایک گشت ہوجاتا۔ اللہ رب العزت کی شان کہ پوری ٹیم ہی آخرت کو سدھار گئی۔ فقیر راقم ان کے تعزیتی نوٹ لکھنے کے لئے رہ گیا۔ پتہ نہیں اپنی باری کب آجاتی ہے۔ ۱۹؍اپریل ۲۰۱۴ء کو وصال ہوا۔ ۲۰؍اپریل کو جنازہ ہوا۔ مولانا مفتی شفقت علی نے جنازہ پڑھایا۔ لالیاں کے بڑے قبرستان میں رحمت حق کے سپرد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے فضل کا معاملہ فرمائیں گے۔ (شریک غم، فقیر اللہ وسایا)

فتنہ انکار حدیث ...... ماضی وحال کے تناظر میں

قسط نمبر:3

مولانا محمد رضوان عزیز

قرآن وحدیث کے بارے میں اس قدر بے باک موشگافیاں زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن والی بات ہے۔ جب ہر کس وناکس اس حد تک تحقیق کا رسیا ہو جائے کہ یہود کی زبان بولنے لگے: ''لن نؤمن لك حتیٰ نری الله جهرة '' کہ خدا کو بھی بن دیکھے نہیں مانیں گے۔ ایسی تحقیق بے ذوقی یا اخلاقی بدمزاجی نئے فتنوں کو جنم دیتی ہے۔ مسلک اہل حدیث کے نامور عالم مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ نے تو کیا خدا لگتی بات کی ہے۔ اہل قرآن کے امام عبداللہ چکڑالویؒ پر اہل حدیث کے امام کا تبصرہ ملاحظہ فرمایئے:

''امام اہل قرآن نے نفسیات کے اس مسئلہ پر غور کیا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ جماعت کے عقائد دیر میں اور بتدریج بدلتے ہیں۔ اس لئے جب انہوں نے دیکھا کہ اب لوگ فقہ کی بندش سے آزاد ہو گئے ہیں تو انہوں نے حدیث پر نکتہ چینی شروع کر دی اور کچھ دنوں میں یہ مرحلہ بھی طے ہو جائے گا۔ تو وہ جمع وتدوین قرآن میں رخنے نکالنے شروع کر دیں گے۔'' (فتاویٰ ثنائیہ ج۱۰ص۲۸۰، بحوالہ آثار الحدیث ۲/۲۰۸)

اور اہل حدیث کے تاریخ ساز محمد اکرام صاحب نے تو فتنہ انکار حدیث کی صحیح نباضی فرماتے ہوئے کہا:

''اہل حدیث جماعت کے جوش وخروش کا دوسرا نتیجہ طبقہ اہل قرآن کا آغاز ہے۔ اہل حدیث اپنے آپ کو غیر مقلد کہتے ہیں۔ وہ فقہی ائمہ مثلاً امام ابوحنیفہؒ کی تقلید سے آزاد ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ کئی طبیعتیں جو زیادہ آزاد خیال تھیں، فقط فقہاء کی تقلید سے آزادی کافی محسوس نہ ہوئی اور انہوں نے مختلف اسباب کی بنیاد پر احادیث سے بھی آزادی حاصل کرنی چاہی۔'' (موج کوثر از شیخ محمد اکرم ص۵۲)

اسلام چونکہ ایک ریگولر مذہب ہے۔ اس میں ہر چیز کے اصول وضوابط مقرر ہیں۔ مگر وہ یورپی تہذیبیں جو انسانی حدود کو پھلانگ کر اولئك كالانعام کی ذلت آمیز زندگی گزار رہی ہیں۔ ان کو پابندیاں ہی تو گوارا نہیں تھیں۔ نظریاتی حدود سے نکل کر وہ تو لباس کی پابندی سے بھی آزاد ہو چکے ہیں۔ اسی لئے انہوں نے ری کنسٹرکشن کے نام پر اپنے مذہب کی چتا کو آگ لگادی۔ لیکن دین اسلام جو نام ہی پابندی اقتداء اور اتباع کا ہے جس کے بارے میں داماد رسول حضرت عثمان ذوالنورینؓ ارشاد فرماتے ہیں: ''انما بلغتم مابلغتم بالاقتداء والاتباع فلا تلفتنكم الدنيا عن أمركم ''(تاریخ طبری ج۳ص۳۰۷) کہ امت کا سفر اپنے بڑوں کی اتباع اور پیروی میں ہے۔ اندھی تحقیق کے گھوڑے پر بیٹھ کر اپنے معاملات سے غافل نہ ہو جانا۔

اسی پابندی اور ریگولرازم کے خلاف اٹھنے والی آوازی سرچ یا سیکولرازم (Secularism) ہے۔

آج وہی ناسور معاشرے میں تیزی سے پھیل رہا ہے کہ فقہ وحدیث اور بالآخر قرآن ہر چیز فطرت بے زار طبقہ کے لئے ہدف تحقیق وتنقید بنی ہوئی ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے جیسے اور بہت سے فتنوں کی خبر دی جو قیامت سے پہلے پہلے وقوع پذیر ہوں گے۔
اسی طرح فتنہ انکار حدیث کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا: ”لاالفین رجل متکأ علی اریکۃ ...... الخ “ (ابن ماجہ) کہ تمہیں بھٹکنے سے ٹیک لگا کر یہ کہنا والا شخص دھوکے میں نہ ڈال دے کہ ہمیں اللہ کی کتاب قرآن پاک کافی ہے۔ یاد رکھنا آپ ﷺ کی حرام کردہ چیزیں بھی ویسے ہی حرام ہیں جیسے قرآن پاک کی حرام کردہ اور صاف ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی مرضی سے تو کوئی فیصلہ نہیں فرماتے تھے۔ پیغمبر ﷺ کے نطق مبارک کے وحی الٰہی ہونے کی تصریح خود ذات باری تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے ایک یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ فتنہ انکار حدیث یہ آسودہ حال لوگوں کا پیا کیا ہوا ہوگا۔ جو فکر عیاش و معاش سے آزاد ہوں گے۔ فارغ البالی ان کی مذہبی بدحالی کی آئینہ دار ہوگی۔ یقیناً جب ہم منکرین حدیث کی فہرست اٹھا کر دیکھتے ہیں تو ایسے ہی لوگ ہیں جن کو وراثت میں عزت و مناصب مل گئے یا کسی جائز و ناجائز زریعہ سے مال مل گیا۔ بس پھر ان کا موضوع ریسرچ بنا۔ گنجے کو خدا ناخن نہ دے اور نااہل کو ذوق تحقیق نہ دے۔ ورنہ وہی نتائج نکلیں گے، کبھی انکار فقہ، کبھی انکار فقہاء، کبھی حدیث اور کبھی محدثین تختہ مشق بنتے رہیں گے اور غیروں کا گلے میں ڈالا ہوا ڈھول یہ علمی یتیم پورے اخلاص سے پیٹتے رہیں گے۔ آیئے مختصراً ان منکرین حدیث کا تعارف پڑھتے ہیں اور پھر ان کے نشتر تحقیق سے زخمی ہونے والی احادیث کا جائزہ لیں گے۔ جو کہ ہم مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ آپ ﷺ کی احادیث کا تحفظ اور دفاع کرنا۔

مشہور منکرین حدیث

مولوی چراغ علی (م/۱۸۹۵ء) عبداللہ چکڑالوی (م/۱۹۱۴ء) خواجہ احمد الدین امرتسری (م/۱۹۳۶ء) مستری رمضان گجرانوالوی (م/۱۹۳۹ء) محمد اسلم جیراج پوری (م/۱۹۵۵ء) علامہ عنایت اللہ المشرقی (م/۱۹۶۴ء) نیاز فتح پوری (م/۱۹۶۶ء) تمنا عمادی (م/۱۹۷۲ء) غلام جیلانی برق (م/۱۹۸۵ء) یہ وہ خوش قسمت انسان ہیں جنہیں امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدرؒ کی محنت سے دوبارہ ہدایت نصیب ہوگئی تھی۔ غلام احمد پرویز (م/۱۹۸۵ء) ڈاکٹر فضل الرحمٰن (۱۹۸۶ء) جعفر شاہ پھلواری (م/۱۹۸۸ء) حبیب الرحمٰن کاندھلوی (۱۹۹۱ء) عمر احمد عثمانی (۱۹۹۶ء) محبوب شاہ گجرانوالہ، مولوی محب الحق عظیم آبادی، قمر الدین قمر اور سید رفیع الدین وغیرہ۔

سر سید احمد خان

یہ وہ ہستی ہے جس نے برصغیر پاک و ہند میں فتنہ انکار سنت اور ہر الحادی تحریک کو بنیادیں فراہم کیں۔
اسے نیچری بھی کہتے ہیں۔ سید احمد خان ۱۸۱۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اس وقت کے عام دستور کے مطابق گھر ہی میں حاصل کی۔ قرآن پاک کی تعلیم، عربی فارسی اور ریاضی کی ابتدائی کتب گھر میں پڑھیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں آپ بجنور میں تعینات تھے۔ جہاں بہت سے انگریزوں کی جانیں بچائیں اور انعام میں جاگیر پائی۔ ۱۸۷۷ء میں امپریئل کونسل کے ممبر نامزد کئے گئے اور ۱۸۸۶ء میں انگریز کی طرف سے ”سر“ کا خطاب ملا۔ علی گڑھ کالج مسلمانوں کو علوم جدیدہ سے آراستہ کرنے کے لئے بنایا اور اس میں کامیاب بھی ہوئے۔ مسلمان اس دور

میں مذہبی طور پر جس قدر پختہ تھے انہیں خام کر کے مستشرقین کے لئے بطور ایندھن مہیا کیا۔ مذہبی طور پر مضبوط ترین مسلمان بھی اس جدید نظام تعلیم سے ایسے شکوک وشبہات کا شکار ہوئے کہ ساری زندگی بحث وتمحیص اور قیل وقال میں گزرنے لگی اور عملی زندگی سے اسلام نکل گیا۔ اس لئے جتنے بھی مذہب بے زار اور وساوس کا شکار لوگ اٹھے ہیں سب کا سرا علی گڑھ سے ملتا ہے۔ الاّ قلیل کوئی کسی اور ادارے کا ہو۔

تصانیف: سرسید احمد خان کی تصانیف میں مندرجہ ذیل مشہور ہیں: آثار الصنادید، خطبات احمدیہ، الکلام، سفرنامہ لندن، تاریخ بجنور۔

موصوف اپنی جدید فکر انگیز سریع الحرکت طبع سے جدیدیت میں اتنا آگے نکل گئے کہ بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ کے مصداق جن چیزوں کا مستشرقین انکار نہ کر سکے تھے، سرسید احمد خان صاحب نے ان کا کھلے عام انکار کیا۔ جیسے معجزات پیغمبر ﷺ یا واقعہ معراج، واقعہ شق القمر وغیرہ۔ یہی چیزیں تھیں جنہوں نے ان کے فیض یافتگان کی طبیعت ایسی بنادی کہ وہ عقل پرست ہوگئے۔ عقل جس کی حیثیت محض وکیل کی ہوتی ہے۔ جو آپ کے اچھے یا برے نظریات کے لئے دلائل فراہم کرتی ہے۔ اسے قاضی بنادیا اور شریعت کا جو مسئلہ یا حدیث مبارکہ اس قاضی کی عدالت میں موجب عتاب ٹھہری، اسے اسلامی تاریخ سے نکال باہر کیا۔ یہ تھی وہ فکر جو برصغیر میں پروان چڑھی اور انکار فقہاء سے چلتی چلتی انکار حدیث تک پہنچی۔ آگے دیکھئے یہ شتر بے مہار کہاں رکتا ہے؟

عقیم ہوں جس طرح سڑکوں پر ٹوٹے آبگینے جانے اس بستی کی بربادی کہاں تک جائے گی

جناب رانا فضل محمد خان کا وصال

فیصل آباد کے معروف مذہبی وسیاسی رہنما جناب رانا فضل محمد صاحب ۱۸ اپریل کو وصال فرماگئے۔ رانا صاحب نے کوہ نور ملز کے متصل آبادی میں دینی مدرسہ قائم کر رکھا تھا۔ جس کی پہلے خود نگرانی فرماتے تھے۔ آج کل اسے جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد کی شاخ بنادیا تھا۔ رانا فضل محمد صاحب کا حضرت مولانا تاج محمود سے گہرا تعلق تھا۔ اسی تعلق نے آپ کو کندن بنادیا تھا۔ آپ نے تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ کا حضرت مولانا تاج محمود کے سفر وحضر کے حاضر باش ساتھیوں میں شمار ہوتا تھا۔ مولانا آپ پر بھرپور اعتماد فرماتے تھے۔ چنانچہ رانا صاحب نے بھی مولانا تاج محمود صاحب کے بعد صاحبزادہ طارق محمود صاحب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے بھرپور انداز میں تعلق کو نبھایا۔ حضرت مولانا تاج محمود کے وصال کے بعد آپ نے اپنا تعلق حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی سے قائم کیا۔ پھر یہ تعلق گھریلو تعلقات کا سا روپ اختیار کر گیا۔ چنانچہ اب آپ کا جنازہ بھی حضرت لدھیانویؒ کے جانشین مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی نے پڑھایا۔ حق تعالیٰ رانا صاحب کے درجات بلند فرمائیں۔ بہت ہی زیرک اور بہادر انسان تھے۔ چناب نگر مدرسہ ختم نبوت میں آپ کے لئے قرآن مجید کے ختمات کر کے ایصال ثواب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اولاد کے حامی وناصر ہوں اور رانا صاحب کو اللہ تعالیٰ جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین!

عالم اسلام کا ایک بڑا المیہ

عبداللہ خالد قاسمی، مظاہر العلوم سہارنپور

حضور ﷺ نے غزوہ خندق کے موقع پر یہودی قبیلہ بنو قریظہ کی بدعہدی، اور معاہدہ صلح کے باوجود خفیہ طور پر دشمنان اسلام کی مدد کرنے کو بہت شدت سے محسوس کیا تھا اور غزوہ خندق کی فتح کے بعد فوراً اس غدار قبیلہ پر حملہ کر کے ان کو سزا دی، تاکہ آئندہ کسی کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایسی جرأت کی ہمت نہ ہو۔

نبی ﷺ کو صلح حدیبیہ کے بعد راحت وسکون کا جب کچھ وقفہ ملا تو دعوتی خطوط دے کر اپنے قاصدوں کو مصر وشام اور فارس وغیرہ کے بادشاہوں کے پاس بھیجا۔ اس زمانہ میں بھی سفارت کاروں کی جان ومال کی حفاظت کی جاتی تھی مگر شہر بصریٰ کے خودمختار گورنر شرحبیل غسانی نے آقائے دو عالم ﷺ کے قاصد حارث بن عمیر ازدی کو بلا جواز قتل کر دیا۔ آنحضرت ﷺ کو جب اس حادثہ کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے ذرا بھی تاخیر نہیں کی اور حضرت زید بن حارثہؓ کی قیادت میں ایک لشکر تیار کر کے روم کے تابع شہر بصریٰ کے لئے روانہ فرمایا۔ کیونکہ اس طرح کا اقدام نہ کرنے سے اسلامی عظمت اور سفارتی اصولوں کی دھجیاں اڑانے کا ان حکمرانوں کو موقعہ مل جاتا اور وہ اپنے تمرد وسرکشی میں بہت بڑھ جاتے۔ مسلمانوں کی ہیبت باقی نہ رہ جاتی۔ اس فوج کشی میں اگرچہ تین بہادر سپہ سالار یکے بعد دیگرے شہید ہوئے مگر اللہ نے خالدؓ بن ولید کی قیادت میں عظیم الشان فتح سے ہمکنار فرمایا اور مسلمانوں کی ہیبت قیصر روم پر جم گئی۔

حجاج بن یوسف ثقفی کو اطلاع ملی کہ سراندیپ (سری لنکا) کے حاجیوں کے سمندر قافلوں پر سندھ کے راجہ داہر کے فوجی حملے کر کے ان کو ہلاک اور گرفتار کرتے ہیں تو حجاج بن یوسف کی اسلامی حمیت برداشت نہ کر سکی اور اس نے عبدالملک بن مروان سے اجازت لے کر اپنے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسمؒ کی قیادت میں زبردست لشکر روانہ کیا۔ پھر سندھ کی فتح، راجہ داہر کے زوال اور ہندوستان میں مسلم فاتحین کی آمد، اسلامی پرچم کی سربلندی کی داستان رقم ہونے لگی۔

عہد عباسی کے انتہائی غیرت مند خلیفہ معتصم باللہ کو جب معلوم ہوا کہ عیسائی ریاست کے قید خانہ میں ایک بوڑھی مظلوم عورت نے اپنی فریاد رسی کے لئے ''وامعتصماہ!'' ہائے معتصم! مدد کرو...... کا نعرہ لگایا، اور معتصم باللہ کو جب اس پکار کی خبر پہنچی تو وہ فرط غضب وغیرت سے ''لبیک اماہ'' اے میری ماں! میں آرہا ہوں...... کہتے ہوئے کھڑا ہو گیا اور اسی دم عباسی اسلامی فوج کو کوچ کرنے کا حکم صادر کیا۔ یہاں تک کہ اس عیسائی ریاست کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اس مظلوم بیوہ کو نکال کر لایا۔

ہم جب ان واقعات کو پڑھتے ہیں اور آج کے پاکستان، افغانستان، عراق، لیبیا، مصر، تیونس، یمن، شام وغیرہ کے حالات پر غور کرتے ہیں اور ان کے ساتھ امریکہ ویورپ کی بدعہدی، دغابازی اور ان ملکوں کے ارباب

حل وعقد کی چاپلوسی، حاشیہ برداری اور بے غیرتی کو دیکھتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ ان ملکوں کی رعایا اور جنتا کی ایمانی غیرت، اسلامی حمیت اور یورپ وامریکہ سے بے پناہ نفرت اور اس کی پاداش میں اپنے ہی مسلم حکمرانوں کی طرف سے ان پر ظلم وستم کی داستاں سنتے ہیں تو دل کڑھتا ہے اور یہی واضح ہوتا ہے کہ ذلت ورسوائی کا یہ لباس خود اپنا اختیار کردہ ہے۔ وہ غیرت مند، باحمیت، بلند کردار اور رسول عربی ﷺ کے سچے غلام خلفاء سلاطین تھے۔ جنہوں نے یہود ونصاریٰ کو کبھی قابل اعتبار دوست نہیں جانا، کبھی ان کے وعدوں اور معاہدوں پر بھروسہ نہیں کیا، ہمیشہ چوکنے رہے، اپنے دفاعی امور کو مستحکم بنانے پر توجہ دی۔ اس لئے کہ ان کو قرآن کی حق بیانی اور اللہ رب العالمین کے ارشادات کا یقین تھا۔ قرآن بار بار مختلف انداز میں وارننگ دیتا ہے کہ یہود ونصاریٰ اور مشرکین سے عہد وپیمان کرنے میں محتاط رہو۔ ان کو اپنا قریبی معتمد دوست مت بناؤ۔ یہ تم کو نقصان پہنچانے سے کبھی بھی باز نہیں آئیں گے۔ ان کو جب بھی اپنا راز دار بناؤ گے، ان پر اعتماد کرو گے، دھوکہ کھاؤ گے۔ یہ فطری طور پر باطل پرست اور اللہ کے دشمن ہیں۔ لہٰذا ایمان کی وجہ سے تمہارے بھی دشمن ہیں۔ ان کی دوستی ظاہری ہے۔ یہ مفاد پرست، خودغرض دوست ہیں۔

’’یاایها الذین آمنو الا تتخذوا عدوی وعدوّ کم اولیاء تلقون الیهم بالمودة (ممتحنة:۱)‘‘ ﴿اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں (کافروں) کو دوست نہ بناؤ کہ ان کو پیغام دوستی بھیجو۔﴾

’’یاایها الذین آمنو الاتتخذو الیهودو النصاریٰ اولیاء بعضهم اولیاء بعض ومن یتولهم منکم فانه منهم (المائدة:۵۱)‘‘ ﴿اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو دوست مت بناؤ کیونکہ وہ آپس ہی میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور مسلمانوں سے ان کو کوئی ہمدردی نہیں۔ جو ان کو اپنا دوست وحلیف بنائے گا وہ انہیں میں شمار ہوگا۔﴾

’’لایتخذ المو منون الکفرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلك فلیس من الله فی شئی الا ان تتقوا منهم تقٰة ویحذرکم الله نفسه والی الله المصیر (آل عمران:۲۸)‘‘ ﴿مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے مسلمانوں کو چھوڑ کر کفار کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ کے ساتھ تعلق رکھنے والا نہیں ہوگا۔ مگر ایسی صورت میں سیاسی ظاہری دوستی کی اجازت ہے کہ تم اس سے کسی قسم کا اندیشہ رکھتے ہو۔ اور اللہ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔﴾

ان چند آیات میں سب کچھ بتادیا گیا اور سیاسی دفاعی نقطۂ نظر سے معاہدہ کرنے، تعلقات بنانے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ مگر انہیں کو اپنا مخلص اور ہمدرد مان لینا جیسا کہ آج کے حکمرانوں کی حالت ہے بلکہ اس بھی بدتر ہے کہ اپنے اقتدار کے لئے امریکہ سے مدد کی بھیک مانگتے ہیں۔ امریکہ کی تمام پالیسیوں کو نافذ کرتے ہیں۔ اپنے سیاسی حریفوں اور دین پسند لوگوں کی فہرست اور بائیوڈیٹا سی آئی اے کے سپرد کرتے ہیں۔ امریکہ ویورپ کے کہنے پر اسلام پسندوں کو شہید کرتے ہیں۔ دینی مدارس اور اسلامی تنظیموں پر پابندی لگاتے ہیں۔ امریکہ کے کہنے پر اپنے مدارس اور اسکولوں کا نصاب تیار کرتے ہیں۔ یہ دوست سے بڑھ کر غلام اور ایجنٹ کا رول ادا کرتے ہیں۔ ان کے نظریے کے مطابق مغربی تہذیب، مغربی افکار، مغربی نظریات میں سب کچھ ہے۔

اس موقع پر سیدنا عمر فاروقؓ کا وہ تاریخی جملہ یاد کرنا چاہئے کہ انہوں نے شام سے سفر کے موقع پر اپنے سپہ سالاروں اور شامی شیروں سے مشورہ کے جواب میں فرمایا تھا کہ امیرالمومنین! ملک شام کے باشندے ہمیشہ قیصر روم کے تابع رہے ہیں وہ امیروں وزیروں سرداروں کے سلسلہ میں خودنمائی جاہ جلال اور ظاہری رعب ودبدبہ دیکھنے کے عادی ہیں۔ لہٰذا آپ اس سادہ عربی لباس کی جگہ عمدہ لباس زیب تن فرمالیں تو فاروق اعظمؓ کا تاریخی جواب یہ تھا۔

''انکم کنتم اذل الناس فا عزکم اللّٰہ بالأسلام فمهما تطلبوا العز بغیرہ یذلکم اللّٰہ (البدایہ والنہایہ ج۷ص۶۰) ﴿تم سب سے زیادہ ذلیل افراد تھے۔ پھر اللہ نے تمہیں اسلام کی بدولت عزت بخشی۔ لہٰذا جب بھی تم اسلام کے بغیر کسی اور راہ سے عزت وعظمت کے طالب بنو گے اللہ تم ذلیل کردے گا۔﴾

یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان ذلت ورسوائی کا سامنا کررہے ہیں۔ کیونکہ اسلام کے نام پر عزت کیا تلاش کریں گے؟ اپنے غیر مسلم آقاؤں کے حکم پر اسلام ہی کی بیخ کنی میں سرگرم ہیں۔

داستان حج

ایک بزرگ غلاف کعبہ پکڑے بارگاہ الٰہی میں عرض گزار ہیں: ''الٰہی! اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور کلمہ حج میں دو حرف ہیں۔ ح اور ج۔ الٰہی! ح سے تیرا حکم اور ج سے میرے جرم مراد ہیں۔ تو اپنے حکم سے میرے جرم معاف فرمادے۔'' آواز آئی! ''اے میرے بندے تو نے کتنی عمدہ مناجات کی۔ پھر کہو۔''

وہ بندۂ خدا دوبارہ نئے انداز سے یوں پکارتا ہے: ''اے میرے بخشنہار، اے غفار! تیری مغفرت کا دریا گنہگاروں کی مغفرت وبخشش کے لئے جوش زن ہے اور تیری رحمت کا خزانہ ہر سوالی کے لئے کھلا ہے۔ الٰہی! اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں اور حج دو حرف پر مشتمل ہے۔ ح اور ج۔ ح سے اگر میری حاجت اور ج سے تیرا جود مراد ہے تو، تو اپنے جود وکرم سے اس مسکین کی حاجت پوری فرمادے۔'' آواز آئی: ''اے جوانمرد تو نے کیا خوب حمد کی۔ پھر کہو۔''

وہ پھر عرض کرنے لگا: ''اے خالق کائنات! تیری ذات ہر عیب ونقص اور کمزوری سے پاک ہے۔ تو نے اپنی عافیت کا پردہ مسلمانوں پر ڈال رکھا ہے۔ میرے مولا! اس گھر کی زیارت کو حج کہتے ہیں۔ حج کے دو حرف ہیں۔ ح اور ج۔ ح سے اگر میری حلاوت ایمانی اور ج سے تیری جلالت جہانگیری مراد ہے تو، تو اپنی جلالت جہانگیری کی برکت سے اس ناتواں، ضعیف ونزار بندے کے ایمان کی حلاوت کو شیطان سے محفوظ رکھنا۔''

آواز آئی: ''میرے مخلص ترین عاشق وصادق بندے، تو نے میرے حکم، میرے جود وکرم اور میری جلالت جہانگیری کے توسل سے جو کچھ طلب کیا میں نے تجھے عطا فرمایا۔ ہمارا تو کام ہی مانگنے والے کا دامن بھر دینا ہے مگر بات تو یہ ہے کوئی مانگے تو سہی، کسی کو مانگنے کا سلیقہ تو آتا ہو۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل نہیں
راہ دکھلائیں کسے راہ رو منزل ہی نہیں

ایک ہفتہ ...... حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے دیس میں

قسط نمبر: 5

مولانا اللہ وسایا

حضرت قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ

قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے پہلو میں بجانب غرب حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ کا مزار مبارک ہے۔ قاری محمد طیب حضرت نانوتویؒ کے پوتے ہیں۔ آپ ۱۸۹۷ء میں دیوبند میں پیدا ہوئے۔ سات سال کے ہوئے تو حضرت شیخ الہند، حضرت مفتی عزیز الرحمٰنؒ اور آپ کے والد گرامی مولانا محمد احمد صاحبؒ نے بسم اللہ کرائی۔ دو سال میں آپ نے حفظ مکمل کرلیا۔ حفظ کے ساتھ قرأت وتجوید کی بھی مہارت حاصل کی۔ بعدہ مکمل فارسی کا نصاب عرصہ پانچ سال میں مکمل کیا۔ اس کے بعد عربی کتب کی تعلیم کے لئے ساعی ہوئے۔ آٹھ سال میں آپ دورہ حدیث شریف کی تعلیم مکمل کر کے فارغ ہوگئے۔ آپ نے دورہ حدیث شریف کی تعلیم حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ سے حاصل کی۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا بدر عالم میرٹھیؒ آپ کے ہم سبق تھے۔ حضرت کشمیریؒ کے علاوہ، حضرت شیخ الہندؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت مفتی عزیز الرحمٰنؒ، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ، سید اصغر حسینؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا اعزاز علی امروہیؒ، مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ، مولانا رسول خان ہزارویؒ ایسے اساتذہ سے آپ نے مختلف کتابیں پڑھیں۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے آپ کو سند حدیث سے سرفراز فرمایا۔ تعلیم کے مکمل ہوتے ہی مسند تدریس، مسند اہتمام اور مسند رشد وہدایت تینوں مسندوں کے آپ اہل قرار پائے۔ فقہ، منطق، معانی، فلسفہ، صرف ونحو، تفسیر وحدیث کوئی ایسا فن نہیں جس کی بنیادی کتابیں آپ نے نہ پڑھائی ہوں۔ حضرت قاری محمد طیبؒ بلا مبالغہ متکلم اسلام تھے۔ دنیا نے آپ کو حکیم الاسلام کے نام سے یاد رکھا۔ قاری صاحب کی درسی اور عام تقاریر حشو وزوائد سے بالکل پاک ہوتی تھیں۔ آپ کی تقریر میں سے ایک جملہ نہ حذف کیا جاسکتا تھا اور نہ ایزاد کیا جاسکتا تھا۔ اتنی جامع تقریر کہ اسے مرتب کریں تو کتاب بنانے کے لئے نظر ثانی کی ضرورت پیش نہ آئے۔

حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کو حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ کے نائب کے طور پر ۱۹۳۰ء میں نائب مہتمم بنایا گیا۔ حضرت عثمانی صاحبؒ کی وفات کے بعد پہلے قائم مقام اور پھر مہتمم بنا دیئے گئے۔ جب آپ کو مہتمم بنایا گیا تو دفتر اہتمام کے ایک کونہ میں چٹائی بچھا کر بیٹھ گئے۔ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ تشریف لائے تو آپ کا ہاتھ پکڑا، اٹھایا اور اہتمام کی گدی پر بٹھا دیا اور فرمایا میاں! اب ان تخن سازیوں سے بات نہیں چلے گی۔ آپ سے متعلق فقیر نے ایک واقعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے خود سنا۔ فرمایا کہ حضرت مدنیؒ کے وصال کے بعد ایک بار حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ سے ہم نے لاہور جامعہ اشرفیہ میں عرض کیا کہ آپ کے دور اہتمام میں حضرت مدنیؒ شیخ الحدیث اور صدر مدرس رہے۔ ان کا کوئی خاص واقعہ سنا دیں۔ تو

حضرت قاری محمد طیبؒ نے فرمایا کہ حضرت مدنیؒ کے تو تمام واقعات ہی اہم ہوتے تھے۔ ایک سنا دیتا ہوں کہ ایک بار مدرسہ کی سالانہ چھٹیاں سر پر آ گئیں تھیں۔ اساتذہ کی تنخواہیں، مطبخ کے مصارف اور بہت سارے امور انجام دینے تھے اور مدرسہ کا خزانہ بالکل خالی تھا۔ حضرت مدنیؒ کے پڑھانے کا وقت ہوا۔ آپ گھر سے نکلے تو میں (قاری صاحبؒ) دارالاہتمام سے جلدی میں چل کر آپ کے پاس گیا۔ آپ دیکھتے ہی رک گئے۔ فرمایا کہ خیر ہے؟ میں نے ساری صورتحال عرض کی، تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ دو کام کرو۔ ایک تو یہ کہ ابھی حضرت نانوتویؒ کی قبر پر چلے جاؤ اور پوری صورتحال کھڑے ہو کر عرض کر دو اور دوسرا یہ کہ دیوبند کے فلاں فلاں (اہل اللہ) حضرات کو دارالاہتمام میں جمع کرو، میں بھی آتا ہوں۔ آپ گئے۔ سبق پڑھایا پھر دارالاہتمام میں تشریف لائے۔ تمام حاضرین کے ساتھ لمبی دعا فرمائی۔ اسی رات فجر سے پہلے میرے (قاری محمد طیبؒ) دروازہ پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا تو ایک سیٹھ صاحب باہر کے کسی شہر سے گاڑی پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ میں رقم کی پوٹلی تھی جو مجھے پکڑائی اور فرمایا کہ کافی عرصہ سے دارالعلوم کے لئے یہ رقم رکھی تھی۔ پہنچانے کا موقعہ نہ ملا۔ رات خیال آیا تو اسی وقت چل دیا۔ یہ آپ سنبھالیں۔ مجھے ابھی واپسی کا سفر کرنا ہے۔ صبح ہونے پر رقم شمار کی تو جتنے کام رکے تھے سب کے لئے وہ رقم کفایت کر گئی۔ یہ سنا کر حضرت مولانا محمد عبداللہؒ نے فرمایا کہ حضرت مدنیؒ کا قاری محمد طیبؒ سے فرمانا کہ حضرت نانوتویؒ کی قبر پر جا کر صورتحال عرض کرو۔ یہ صاحب قبر سے استعانت نہیں مانگی تھی۔ اطلاع دی تھی۔

آپ کے اہتمام کے دور میں مسجد و دارالحدیث کی تکمیل ہوئی۔ دورۂ تفسیر کا اجراء ہوا۔ دارالعلوم کی تنظیم وترقی کے نام سے مستقل شعبہ قائم کیا گیا۔ ۱۹۳۷ء میں تعمیرات جدید ہوئیں۔ ۱۹۳۸ء میں دارالعلوم سے اسٹیشن دیوبند تک سڑک بنی۔ ۱۹۱۵ء میں تحریک ریشمی رومال کے سلسلہ میں حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ پہلے افغانستان پھر ترکی و روس گئے۔ ۲۵ سال آپ بیرون ہند رہے۔ ۱۹۳۹ء میں بغیر اطلاع کے واپس آئے۔ ۶ر صفر ۱۳۵۸ھ کو نماز فجر سے قبل دارالعلوم کی مسجد میں تشریف لائے۔ قاری صاحبؒ کو اطلاع ہوئی ملنے گئے تو مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے پیروں کو ہاتھ لگایا اور زار و زار رو دیئے۔

آپ کی آمد پر دارالعلوم میں خیر مقدمی جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ ۱۹۴۰ء میں باب الظاہر اور اس کے گرد و پیش کی عمارات کی تعمیر ہوئی۔ ۱۹۴۱ء میں دارالاقامہ کی تعمیر ہوئی۔ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۳۲۸ھ سے دارالعلوم دیوبند کی سرپرستی میں ''القاسم'' جاری ہوا۔ جو صرف گیارہ سال جاری رہا۔ ۱۳۶۰ھ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کا اجراء ہوا۔ جو تسلسل کے ساتھ اس وقت تک جاری ہے۔ ۱۹۴۲ء میں حضرت مدنیؒ کی گرفتاری پیش آئی۔ جس جلسہ کی بنیاد پر گرفتاری ہوئی اس کے صدر حضرت قاری محمد طیبؒ تھے۔ حضرت قاری صاحبؒ، حضرت مدنیؒ کو مراد جیل ملنے کے لئے گئے تو حضرت مدنیؒ نے مزاحاً سپرنٹنڈنٹ جیل سے فرمایا کہ صدر جلسہ تو آزاد پھر رہے ہیں اور بوڑھے مقرر کو آپ نے جیل میں بند کر رکھا ہے تو حضرت قاری محمد طیبؒ نے برجستہ فرمایا۔ حضرت اس وقت تو میں بھی آپ کے ساتھ جیل میں ہوں۔ حضرت مدنیؒ کی گرفتاری کے خلاف دیوبند میں جلسہ ہوا۔ جس میں حضرت قاری صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر حکومت اس گرفتاری سے دارالعلوم یا دارالعلوم کی جماعت کو چیلنج کرنا چاہتی ہے تو میں سب کی طرف سے اس چیلنج کو قبول کرتا ہوں۔

دارالعلوم میں شعبہ خوش خطی ۱۹۴۵ء میں قائم ہوا۔ اس سال ہی دارالصنائع کا شعبہ بھی قائم ہوا۔ بہار اور

میرٹھ کے فسادات میں دارالعلوم نے مثالی خدمات سے مسلمانوں کی خدمت کا ریکارڈ قائم کیا۔ اگست ۱۹۴۷ء میں پاکستان قائم ہوا۔ مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ پاکستان آ گئے۔ آپ کے عزیز واقارب خاندان سب کچھ انڈیا میں تھا۔ یہاں آئے تو دوستوں نے روک لیا۔ اتنا عرصہ رکنا ہوا کہ اب واپسی کے راستے مسدود ہو گئے۔ اب حضرت قاری صاحبؒ کو واپس لانے کے لئے حضرت مدنیؒ دلی جا کر حضرت مولانا آزادؒ سے ملے تو آپ نے فرمایا کہ وہ پاکستان رہ جائیں تو کیا حرج ہے؟ حضرت مدنیؒ نے فرمایا مولانا آزادؒ! میں دارالعلوم کے بانی، حضرت نانوتویؒ کے جانشین کو واپس لانے کے لئے آیا ہوں۔ دارالعلوم یہاں اور وہ وہاں؟ یہ سمجھ نہیں آ رہا۔ تب حضرت مولانا آزادؒ نے جواہر لال نہرو سے فرمایا تو سپیشل جہاز سے حضرت قاری صاحبؒ کو دلی منگوایا گیا۔ دلی سے ٹرین کے ذریعہ دیوبند آئے تو حضرت مدنیؒ کی سربراہی میں دارالعلوم کے تمام خورد وکلاں نے اسٹیشن پر آپ کا استقبال کیا۔ جب ایک دوسرے سے ملے تو فرط جذبات سے دونوں طرف آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی۔ آپ کے عہد اہتمام میں دارالعلوم دیوبند اور علی گڑھ یونیورسٹی میں اشتراک باہمی کی راہیں کھلیں۔ پوری دنیا میں دارالعلوم کا تعارف حضرت قاری صاحبؒ کا مرہون منت ہے۔ عرب وعجم، ہندوسندھ، امریکہ وافریقہ تک دارالعلوم کا فیض حضرت قاری صاحبؒ کے عہد اہتمام میں عام وتام ہوا۔ دارالعلوم دیوبند کی لائبریری کا دنیا کی بڑی لائبریریوں میں شمار ہوتا ہے۔ جو قاری صاحبؒ کے ذوق عالی کا مظہر ہے۔ تقسیم کے بعد ہند کے مسلمانوں اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے دارالعلوم اور جمعیت علماء ہند نے جو خدمات سرانجام دیں۔ وہ تاریخ کا سنہری باب ہے۔

۲۱ تا ۲۳ر مارچ ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ تقریب منعقد کی گئی۔ جس میں سترہ ہزار فضلاء کو دستار فضیلت اور سند دی گئی۔ پاکستان سے ایک ہزار علماء کے وفد نے حضرت مفکر اسلام مولانا مفتی محمود صاحبؒ کی قیادت میں شرکت کا اعزاز حاصل کیا۔ جمعہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے پڑھایا۔ جس میں اٹھارہ تیں لاکھ افراد نے شرکت کی۔ سٹیج پر تین ہزار مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام یہ تمام تر وسیع انتظام حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کے حسن اہتمام کا مرہون منت تھا۔ ۱۷ر جولائی ۱۹۸۳ء کو آپ کا وصال ہوا۔ دارالعلوم دیوبند کے احاطہ میں ایک لاکھ افراد نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ جو آپ کے صاحبزادہ مولانا قاری محمد سالم قاسمی نے پڑھائی اور آپ اپنے دادا کے پہلو میں سپرد خدا کر دیئے گئے۔ رحمه الله تعالیٰ رحمة واسعة!

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے مختصر حالات

اسی مقبرہ قاسمی میں حضرت نانوتویؒ کے قدموں میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی قبر مبارک ہے۔ دیوبند میں ایک بزرگ عالم دین تھے جن کا نام مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ تھا۔ حق تعالیٰ نے انہیں دینی ودنیاوی وجاہتوں سے نوازا تھا۔ دیوان حماسہ، دیوان متنبی، قصیدہ بردہ، قصیدہ بانت سعاد کی شروح تسہیل الاراستہ، تسہیل البیان، عطر الوردہ، اور الارشاد کے نام سے تحریر فرمائیں۔ اس سے ان کے عربی ادب کے ذوق عالی کا انکشاف ہوتا ہے۔ ان کی دو صاحبزادیاں اور چار صاحبزادے تھے۔ بڑے صاحبزادہ کا نام محمود حسن تجویز ہوا۔ جو ۱۲۶۸ھ، مطابق ۱۸۵۱ء میں بمقام بریلی پیدا ہوئے (کہ ان دنوں آپ کے والد ملازمت کے سلسلہ میں اہل

وعیال سمیت یہاں پر مقیم تھے) محمود حسنؒ چھ سال کے ہوئے تو قرآن مجید کی بسم اللہ کرائی گئی۔ میاں جی عبداللطیف صاحبؒ سے قرآن مجید اور ابتدائی فارسی کی کتب پڑھیں۔ فارسی کتب کی تکمیل اور عربی کی ابتدائی کتب اپنے چچا مولانا مہتاب علیؒ سے پڑھیں۔ محرم ۱۲۸۳ھ کو دیوبند میں عربی مدرسہ کا قیام حضرت مولانا نانوتویؒ اور حضرت حاجی عابد حسینؒ نے کیا تو یہی طالب محمود حسنؒ اس مدرسہ کے پہلے طالب علم قرار پائے۔ کل ۲۱ طالب علم تھے جن سے دارالعلوم دیوبند کا آغاز ہوا۔ پہلا سبق طالب علم محمود حسن نے استاذ ملا محمود سے پڑھا۔ تعلیمی سال کے اختتام یعنی امتحان تک ۷۸ طالب علم ہوئے تھے۔ طلبہ کی کثرت ہوئی تو حضرت نانوتویؒ کے استاذ زادہ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ صدر مدرس کے طور پر تشریف لائے۔ ۱۲۸۴ھ میں مولانا محمود حسنؒ نے مختصر معانی وغیرہ کا امتحان دیا۔ ۱۲۸۵ھ کو مشکوٰۃ شریف مکمل کی۔ ۱۲۸۶ھ کو حدیث و دیگر کتب حضرت نانوتویؒ سے پڑھیں۔ حضرت نانوتویؒ سے آپ کے پڑھنے کا انداز یہ تھا کہ جہاں حضرت نانوتویؒ تشریف لے جاتے حضرت مولانا محمود حسنؒ آپ کے ہمراہ ہوتے۔ میرٹھ، دہلی، دیوبند غرض سفر و حضر میں سلسلہ تعلیم جاری رہتا۔ ۱۲۸۹ھ میں آپ مکمل حدیث کی کتب اور تکمیل کی کتب سے فارغ ہوگئے اور اسی سال ہی معین مدرس کے طور پر آپ نے اپنی مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں پڑھانا بھی شروع کر دیا۔ ۱۲۹۰ھ میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔ ۱۲۹۲ھ میں باقاعدہ مدرس چہارم کے طور پر آپ کا تقرر ہوا۔ آپ کے والد گرامی نہیں چاہتے تھے کہ مدرسہ سے آپ تنخواہ لیں۔ لیکن مدرسہ کے مصالح کے پیش نظر آپ نے انکار نہ کیا۔ اسی زمانہ میں اہتمام حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ کے پاس تھا جو سلسلہ نقشبندیہ کے بہت بڑے شیخ وقت تھے۔ اس دور میں مدرس چہارم کی تنخواہ پندرہ روپیہ ماہانہ تھی جو آپ نے لینی شروع کی۔ آپ فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں قدوری، قطبی پڑھانا بھی غنیمت تھا۔ لیکن طلباء کو آپ نے بڑی بڑی کتابیں بھی پڑھائیں۔ ۱۲۹۳ھ میں آپ نے ترمذی شریف پڑھائی۔ ۱۲۹۵ھ میں بخاری شریف آپ نے پڑھائی۔ ۱۲۹۴ھ میں حضرت نانوتویؒ کے ساتھ آپ حج پر تشریف لے گئے۔ اسی سفر میں حضرت نانوتویؒ کے فرمانے پر حضرت نانوتویؒ کے استاذ حضرت مولانا شاہ عبدالغنیؒ جو ان دنوں مدینہ طیبہ میں قیام پذیر تھے۔ آپ کو سند حدیث کی اجازت دی۔ ۱۲۹۷ھ میں حضرت نانوتویؒ کا، ۱۳۰۲ھ میں حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کا وصال ہوا تو حضرت مولانا سید احمد صاحبؒ کو جو فنون کے امام مانے جاتے تھے۔ مدرس اوّل مقرر کیا۔ ۱۳۰۵ھ میں وہ بھوپال تشریف لے گئے تو حضرت شیخ الہندؒ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس قرار پائے۔ ۱۳۰۵ھ سے ۱۳۳۹ھ تک تینتیس سال کا عرصہ آپ دارالعلوم ایسے ادارہ کے صدر المدرسین رہے۔ کل پڑھانے کا دور شمار کیا جائے وہ تو نصف صدی کو محیط ہوگا۔ حضرت گنگوہیؒ سے باصرار وبتکرار عرض کیا کہ دارالعلوم میں بغیر مشاہرہ کے میری خدمات کو قبول فرمایا جائے۔ حضرت گنگوہیؒ نے اجازت نہ دی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ نے مشاہرہ لینا بند کر دیا۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کا وجود اہل ہند کے لئے انعام الٰہی تھا۔ بیک وقت آپ نے درس تدریس کے علاوہ تحریک آزادی کے لئے بھی کام کیا۔ کانگریس کی تحریک آزادی، جمعیت علماء ہند، تحریک ترک موالات، تحریک ریشمی رومال سے لے کر مالٹا کی قید و بند تک کی آپ کی گرانقدر مجاہدانہ سرگرمیوں کو کوئی مورخ کیسے نظر انداز کر سکتا ہے؟ آپ ۸ رجون ۱۹۲۰ء کو سالہا سال کی قید سے رہائی کے بعد ہند میں تشریف فرما ہوئے۔ ۳۰ رنومبر ۱۹۲۰ء کو وصال فرمایا اور

آپ کے بھائی مولانا حکیم محمد حسنؒ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔اپنے استاذ کے قدموں میں محو استراحت ہوئے۔

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے مختصر حالات

حضرت شیخ الہند کے پہلو میں بجانب غرب شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی قبر مبارک ہے۔یہاں بھی حق تعالیٰ نے ایصال ثواب کی توفیق سے سرفراز فرمایا۔اللہ داد پور نزد قصبہ ٹانڈہ ضلع فیض آباد میں آج سے پانچ سو سال پہلے شاہ نورالحقؒ تشریف لائے۔ان کی اولاد کے چودھویں سلسلہ میں سید حبیب اللہؒ تھے جو حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے خلیفہ تھے۔مولانا سید حبیب اللہؒ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ ہیں۔

حضرت مدنیؒ ۱۹رشوال ۱۲۹۲ھ مطابق ۶راکتوبر ۱۸۷۹ء کو پیدا ہوئے۔حضرت مدنیؒ کی عمر مبارک تین سال کی ہوئی تو والد گرامی سے ٹانڈہ اپنے گاؤں میں پڑھنا شروع کیا۔جب آپ کی عمر تیرہ سال کی ہوئی تو والد گرامی نے آپ کو حضرت شیخ الہندؒ کی خدمت میں بھیج دیا۔آپ نے بہت ساری کتابیں حضرت شیخ الہندؒ سے پڑھیں۔دیگر اساتذہ میں مولانا ذوالفقار علی دیوبندیؒ، مولانا عبدالعلی محدث دہلویؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، مولانا مفتی عزیز الرحمٰنؒ، مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ بھی شامل ہیں۔آپ ہمیشہ اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوتے رہے۔عربی مدارس میں انتہائی نمبر پچاس ہوتے ہیں۔مگر آپ اکثر ۵۱،۵۲،۵۳ نمبر لیتے تھے۔صدرا جیسی مشکل کتاب کے اصل پچاس نمبر کی بجائے ۵۷ نمبر حاصل کئے۔

جب آپ کی عمر بیس سال کی ہوئی تو آپ کے والد مولانا سید حبیب اللہ صاحبؒ ۱۳۱۶ھ میں اپنے اہل وعیال سمیت حجاز مقدس مدینہ طیبہ تشریف لائے۔اس وقت آپ کا خانوادہ تیرہ افراد پر مشتمل بارہ چھٹانک مسور کے پانی پر گزارہ کرتے تھے۔پورے خاندان کی طرح حضرت مدنیؒ کے لئے بھی مدینہ طیبہ کا قیام نعمت غیر مترقبہ تھا۔اس وقت مدینہ طیبہ میں کتب خانہ شیخ الاسلام، اور کتب خانہ محمودیہ نایاب کتب کے مراکز تھے۔حضرت مدنیؒ نے ان کتب خانوں سے بھرپور استفادہ کیا۔چھ سال کی مدت میں آپ نے دارالعلوم دیوبند مختلف اساتذہ سے مختلف فنون کی ۶۷ کتب باقاعدہ پڑھیں تھیں۔عربی ادب آپ نے مدینہ طیبہ کے بزرگ عالم دین الشیخ آفندی عبدالجلیل برادہؒ سے مکمل کیا۔تکمیل وتحصیل علم کے ساتھ آپ نے مدینہ طیبہ مسجد نبوی میں پڑھانا بھی شروع کردیا۔۱۳۱۸ھ تک آپ کا درس ابتدائی، لیکن امتیازی رہا۔۱۳۱۸ھ میں آپ ہندواپس آئے۔محرم ۱۳۲۰ھ کو پھر واپس حجاز مقدس تشریف لے گئے۔اب بھی آپ نے مدینہ طیبہ مسجد نبویؐ میں درس کا آغاز کیا۔ایک ہندی عالم دین کے درس نے وہ مقبولیت حاصل کی کہ افریقہ، چین، جزائر، شرق الہند تک کے شائقین نے آپ سے استفادہ کیا۔ان دنوں چوبیس گھنٹوں میں سے صرف تین گھنٹے آرام کرتے تھے۔باقی وقت پڑھنے پڑھانے میں گزرتا۔آپ بغیر کتاب سامنے رکھے پڑھاتے تھے۔ادھر طالب علم عبارت پڑھتا ادھر آپ تقریر شروع کردیتے۔روزانہ چودہ پندرہ اسباق پڑھاتے اور پڑھانے میں یہی انداز تھا۔خود فرماتے ہیں کہ یہ سب صدقہ تھا اس بات کا کہ ایک رات آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔تو قدموں سے لپٹ کر درخواست کی کہ آپ ﷺ دعا فرمائیں کہ جو کتب پڑھ چکا ہوں وہ یاد ہوجائیں، جو نہیں

پڑھیں وہ مطالعہ میں نکال سکوں۔ آپ ﷺ نے دعا فرمادی۔ بس اس کے بعد پھر علم کی وادی میں برابر بڑھتے گئے۔ اب تو مکی، شامی، مدنی علماء کو بھی وہ مقام حاصل نہ تھا جو وقار وجاہت آپ کو حاصل ہوگئی۔

دارالعلوم دیوبند سے فراغت کے بعد آپ اپنے برادر مولانا سید محمد صدیق صاحبؒ کے ہمراہ حضرت شیخ الہندؒ کے حکم پر قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ سے بیعت ہوگئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حجاز مقدس میں حضرت حاجی امداداللہ صاحبؒ سے تعلق قائم رکھنا۔ چنانچہ ایسے ہوا۔ حضرت حاجی صاحبؒ کے ارشاد فرمودہ اسباق کو جاری رکھا۔ مگر تھوڑے عرصہ بعد حضرت حاجی صاحبؒ کا وصال ہوگیا۔ آپ مدینہ طیبہ مسجد اجابہ کے قریب کھجوروں کے جھنڈ میں علیحدہ ذکر کرتے تھے۔ برابر اپنی کیفیات قلبی سے حضرت گنگوہیؒ کو بھی باخبر رکھتے تھے۔ حجاز مقدس سے آپ ہند گئے۔ اس دوران چالیس دن حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں رہے۔ انہی دنوں آپ کو دستار خلافت نصیب ہوگئی تھی۔ آپ نے دوبارہ ہند سے آکر مدینہ طیبہ پڑھانا شروع کیا۔ آپ کے ذوق عالی کو ملاحظہ کیجئے کہ اس وقت مسجد نبوی کے تمام مدرسین ''قال رسول اللہ ﷺ'' سے حدیث شریف پڑھاتے تھے۔ مگر آپ ''قال صاحب ھذہ القبر ﷺ'' کہہ کر حدیث شریف پڑھاتے تھے۔ ۱۳۳۳ھ حضرت شیخ الہندؒ بھی حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ بعد انگریزوں کی سازش میں آکر شریف حسین نے ترکوں کے خلاف بغاوت کی۔ حضرت شیخ الہندؒ گرفتار ہوئے تو آپ کے ساتھ حضرت مدنیؒ بھی گرفتار ہوئے۔ اس دوران حضرت مدنیؒ نے قرآن مجید یاد کیا۔ حضرت شیخ الہندؒ نے قرآن مجید کا اردو ترجمہ مکمل کیا۔ سورۂ مائدہ تک حواشی بھی تحریر فرمائے۔ باقی کام کو بعد میں حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی نے مکمل کیا۔ حضرت شیخ الہندؒ کے کام تفسیری حواشی کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت علامہ عثمانیؒ سے کام لیا اور علامہ عثمانیؒ کی فتح الملہم کی تکمیل کا کام اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی سے لیا۔

حضرت شیخ الہندؒ اور آپ کے رفقاء کی اسارت مالٹا ساڑھے چار سال بنتی ہے۔ جب مالٹا سے رہا ہوئے اور حضرت شیخ الہندؒ کے ہمراہ ہند میں آئے تو پھر یہیں کے ہوکر رہ گئے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت مدنیؒ کو دارالعلوم کلکتہ کی صدارت کے لئے بھیج دیا۔ جب جانے لگے تو حضرت شیخ الہندؒ نے حضرت مدنیؒ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر، آنکھوں پر لگایا۔ سینے سے لگایا۔ ''یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا''

حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے بعد دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت شیخ الہندؒ بنے۔ آپ کے بعد مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اور ان کے بعد یہ منصب حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے حصہ میں آیا۔ یہ ۱۹۲۷ء کی بات ہے۔ اکتیس سال آپ اس منصب پر فائز رہے۔

جولائی ۱۹۲۱ء میں آپ نے کراچی خلافت کانفرنس میں انگریز کی فوج میں بھرتی ہونے کو حرام قرار دینے کی قرارداد منظور کرائی۔ ۱۸ر ستمبر ۱۹۲۱ء میں آپ گرفتار ہوئے۔ ۲۶ر ستمبر ۱۹۲۱ء کو کراچی خالق دینا ہال بندر روڈ پر کیس کی سماعت شروع ہوئی۔ جس بہادری وجرأت سے انگریز فوج میں بھرتی حرام کے کیس پر دلائل دیئے اور اپنے فتویٰ وقرارداد پر ثابت قدم رہے۔ مولانا محمد علی جوہرؒ نے عدالتی بیان سننے کے دوران آپ کے قدم چوم لئے۔ یکم نومبر ۱۹۲۱ء کو دو سال کی آپ کو قید بامشقت کی سزا سنائی گئی۔ آپ نے سابرمتی جیل میں یہ قید کاٹی۔ دسمبر ۱۹۲۳ء میں آپ نے کناڈا میں جمعیت علماء ہند کے اجلاس میں صرف ہند نہیں بلکہ پورے ایشیا سے انگریز کے نکلنے کا ریزولیشن منظور کرایا۔

سائمن کمیشن کی آمد کے موقعہ پر نہرو رپورٹ کی منظوری میں بھی آپ نے مکمل آزادی کا مطالبہ کیا۔

حضرت مدنیؒ، سلوک وتصوف، درویشی وولایت، مکارم اخلاق، خودداری، ذوق عبادت، اتباع شریعت وسنت، عزم واستقلال، سادگی وبے تکلفی تواضع وانکساری، ایثار وقربانی، فیاضی ومہمان نوازی، احتیاط وتقویٰ، قناعت واستغناء، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے مناصب جلیلہ پر نہ صرف فائز تھے بلکہ ان تمام امور میں درجہ امامت کے حامل تھے۔

۱.....آپ نے سیدنا مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری پر رسالہ لکھا جس کا نام ہے ''الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحۃ'' ۲.....اسیر مالٹا۔ جس میں حضرت شیخ الہندؒ کی زندگی کا ایک ایک گوشہ نمایاں کیا گیا ہے۔ ۳.....متحدہ قومیت۔ ۴.....نقش حیات۔ ۵.....الشہاب الثاقب۔ ۶.....مکتوبات شیخ الاسلام۔ ان کتب ورسائل کے علاوہ ایک رسالہ داڑھی کے وجوب پر بھی ہے اور بھی شاید کچھ رسائل ہوں۔

آپ کا رنگ گندمی تھا۔ قد درمیانہ، جسم مضبوط، آنکھیں بڑی بڑی اور سیاہ، کشادہ پیشانی، گھنی داڑھی، ناک نہ زیادہ اٹھی ہوئی نہ لمبی بلکہ متوسط۔ سینہ نہایت چوڑا۔ انگلیوں پر گوشت۔ حضرت مدنیؒ کے پانچ بھائی اور ایک بہن تھی۔

حضرت مدنیؒ کی پہلی شادی موضع قنال پور ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی۔ ان سے دو بیٹیاں ہوئیں۔ ایک کا بچپن میں وصال ہوا۔ جب آپ مالٹا میں گرفتار تھے۔ آپ کے خاندان کے حضرات شام گئے۔ شام میں دوسری بیٹی کا وصال ہوا۔ حضرت کی دوسری شادی قصبہ چھرایوں ضلع مراد آباد میں ہوئی۔ ان سے دو صاحبزادے اخلاق احمد، اشفاق احمد ہوئے۔ پہلے آٹھ سال اور دوسرے ڈیڑھ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے۔ اہلیہ کا بھی مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔ اس کے بعد تیسری شادی اس اہلیہ کی چھوٹی بہن سے ہوئی۔ ان سے حضرت مولانا سید اسعد مدنی اور ایک صاحبزادی ہوئیں۔ صاحبزادی کا انتقال سلہٹ میں ہوا۔ حضرت مولانا اسعد مدنی کی والدہ کا وصال ۱۳۵۵ھ میں دیوبند میں ہوا۔ حضرت مدنی کی چوتھی شادی اپنے چچازاد بھائی کی منجھلی صاحبزادی سے ہوئی۔ ان سے حضرت مولانا محمد ارشد، مولانا محمد اسجد اور پانچ صاحبزادیاں ہوئیں۔

زندگی کا آخری سفر

۱۹۵۷ء میں موسم گرما میں ڈیڑھ ماہ کے تبلیغی سفر پر روانہ ہوئے۔ مگر بیس روز بعد واپسی ہوگئی۔ بتایا کہ دوران سفر آپ کو تکلیف ہوگئی۔ سانس لینا مشکل ہوگیا تو بقیہ سفر منسوخ کردیا۔ واپسی پر ہفتہ بھر اسباق پڑھائے۔ بالآخر بیماری کے زور کرنے سے مجبوراً مدرسہ کے اسباق بند کردیئے۔ سہارنپور معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اس دوران میں رائے پور حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے ملاقات بھی فرمائی۔ ایکسرے میں پتہ چلا کہ گردے متاثر ہیں۔ واپس دیوبند تشریف لائے۔ مسجد میں نماز پڑھنا، ملاقاتیں کرنا، خطوط کے جواب لکھوانا یہ معمولات جاری رہے۔ مگر آخری پندرہ روز ڈاکٹروں نے پابندی لگادی۔ گھر پر جماعت سے نماز پڑھتے۔ مگر ایک دن بھی شدید تکلیف کے باوجود بیٹھ کر نماز نہیں پڑھی۔ کتابوں کا مطالعہ جاری رہا۔ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت نانوتویؒ کا وصال بھی ۱۳ر جمادی الاولیٰ بروز جمعرات بعد از نماز ظہر ہوا۔ یہی وقت، یہی دن، یہی تاریخ، یہی مہینہ حضرت مدنیؒ کے

وصال کا ہے۔ جمعرات ساڑھے ۱۲ ربجے شب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مقبرہ قاسمی دارالعلوم دیوبند کے بالکل قریب رات کے وقت اتنا جم غفیر کہ وہاں پہنچتے پہنچتے دو گھنٹے لگ گئے۔ خاص تہجد کے وقت جو ہمیشہ رب کریم کے حضور حاضر ہوتے تھے آج بھی اسی وقت اس شان سے حاضر ہوئے کہ ’’خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را‘‘

فقیر کی سعادت مندی یہاں حضرت مدنیؒ کے مزار مبارک پر ایصال ثواب ودعا کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے پہلو میں آپ کے صاحبزادے اور آپ کے جانشین امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ مدفون ہیں۔ وفات ۶ رفروری ۲۰۰۶ء۔ آپ پر فقیر نے ایک مضمون بھی تحریر کیا تھا جو ’’یاد دلبراں ص ۷۵ سے ص ۸۵ تک‘‘ ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ مزید کیا عرض کروں۔

مقبرہ قاسمی سے ایصال ثواب ودعا کے بعد واپس ہوئے تو ایک گلی سے شمال کی جانب کچھ چلے تو وہاں پر ایک کھلا چار پانچ چھ کنال کا احاطہ ہے۔ اس میں کچھ سایہ دار درخت ہیں۔ درمیان میں ایک اونچا چبوترہ ہے۔ اس میں حضرت حاجی سید عابد حسین صاحبؒ کی مزار مبارک ہے۔ عزیزی حافظ محمد انس کا بار بار اصرار ہورہا تھا کہ یہاں ضرور حاضر ہوکر ہمارے لئے دعا کرنی ہے۔ چنانچہ ان کے حکم کی تعمیل میں یہاں حاضری ہوئی۔ زہے نصیب! کہ جن کی مساعی جمیلہ سے دارالعلوم دیوبند وجود میں آیا آج ان کی قبر مبارک ومزار شریف پر ایصال ثواب اور دعا کے لئے حاضری کی سعادت نصیب ہورہی ہے۔ جاری ہے!

ختم نبوت کانفرنس کنری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے زیر اہتمام ۳۰ ویں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۱۷ راپریل ۲۰۱۴ء بروز جمعرات مدرسہ جامعہ عمر کنری میں منعقد کی گئی۔ کانفرنس کی صدارت ناظم اعلیٰ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے کی۔ اسٹیج سیکرٹری مولانا محمد علی صدیقی، تلاوت کی سعادت قاری عبیداللہ نے حاصل کی۔ محترم جناب دینی بخش چاچڑ نے ہدیہ نعت پیش کی۔ مولانا مفتی حفیظ الرحمان، مولانا عیسیٰ سموں، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا احمد علی عباسی کا تفصیلی بیان ہوا۔ کانفرنس میں امیر جمعیت علماء اسلام ضلع عمر کوٹ مولانا نور محمد قرائی، مولانا مفتی محمد آدم، حضرت مولانا سائیں تاج محمد، مولانا محمد رمضان نوہڑی، قاری محمد قاسم، مفتی حماد اللہ، حضرت مولانا ابراہیم صدیقی سمیت مقامی علماء کرام نے بھرپور شرکت کی اور صاحبزادہ محترم جناب ڈاکٹر سائیں موسیٰ جان کانفرنس میں عمر کوٹ، چھاچھرو، کھوکھراپار، چھور کینٹ، دھورو نارو نیو دمبالو، گولارچی، تھرپارکر، مٹھی، اسلام کوٹ، ڈیپلو، ننگر پارکر، نالپی، نبی سر، سامارو جیمس آباد سمیت مختلف علاقوں سے ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ جو مسلمان تشریف لائے اور جنہوں نے کانفرنس کے لئے محنت کی۔ اللہ رب ان کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔

۱۸ راپریل بروز جمعہ عقیدۂ ختم نبوت کے حوالہ سے مختلف شہروں میں جمعہ کے بیانات ہوئے۔ بخاری مسجد کنری میں ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری، مولانا مفتی حفیظ الرحمان کا نالپی مسجد ختم نبوت، مولانا قاضی احسان احمد کا الفلاح مسجد نبی سر، مولانا محمد علی صدیقی کا مکہ مسجد کنری میں بیانات ہوئے۔

اس بے دادی پر آسمان روئے

مولانا امان اللہ قیصرانی

گذشتہ سے پیوستہ جمعہ ایک دینی اجتماع سے فراغت کے بعد ایک سفید ریش بزرگ خلوت میں ہوکر ایک فتویٰ پوچھنے لگے کہ حضور! کیا میری جامع مسجد کے فلاں خطیب کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟۔ حالانکہ بہت سارے لوگ نہیں پڑھتے اور مجھے اس کے مقتدی ہونے پر کوستے رہتے ہیں۔ ازراہ تعریض وتنقید کہتے ہیں کہ بابا! نمازیں دریابرد کررہے ہو۔ خواہ مخواہ کی ٹکروں سے جبیں چھیل رہے ہو۔ یہ سجدے سر سے اوپر نہیں جارہے۔ فضول مشق میں لگے ہو۔ امام بدلو یا مسجد بدلو۔ اس کے پیچھے کوئی نماز نہیں ہوتی۔

پہلے تو میں بھی ان کو کان نہیں دیتا تھا۔ لیکن اب آہستہ آہستہ میں بھی تأمل اور تشویش کے گھیرے میں ہوں کہ کہیں واقعی ہوا میں لاٹھیاں نہ چلا رہا ہوں۔ نیکی، بدی نہ بن رہی ہو۔ کہیں اعمال سفید کی بجائے سیاہ ہی نہ ہورہے ہوں۔ خدا معلوم امام صاحب کے پیچھے نماز ہورہی ہے یا نہیں؟

میں نے باباجی سے ہمدردانہ لہجہ میں پوچھا کہ باباجی آخر مسئلہ کیا ہے؟ امام پر کیا اعتراض ہے۔ حالانکہ بظاہر شریف آدمی ہے۔ باباجی کہنے لگے کہ: گذشتہ ماہ اس کے ماموں زاد نے بیوی مطلقہ کردی۔ پھر کہیں سے فتویٰ لے کر گھر بسانا شروع کردیا۔ اس پر لوگ تیج پا ہیں۔ میں نے پوچھا اس میں مولوی صاحب کا کیا کردار؟ کہنے لگا اگرچہ یہ واقعہ دوسری بستی کا ہے لیکن بہرحال مولوی صاحب کا رشتہ دار ہے۔ اس بری برادری سے اس کا رشتہ تو ہے۔ اس کے پیچھے نماز کیونکر ممکن ہے۔ میں نے کہا فتویٰ کہیں اسی نے تو نہیں دیا یا لے کر تو نہیں آیا۔ کہنے لگا ایسا نہیں ہے۔ فتویٰ بھی فلاں مفتی صاحب نے دیا ہے۔ لے کر بھی وہ خود آئے ہیں۔ میں نے اس بابا کو ہر طرف سے ٹٹولا کہ کہیں مذکور مولوی صاحب کی خامی نکالے۔ لیکن حقیقت میں نہ کوئی ایسی بات تھی اور نہ ہی وہ کچھ کہہ سکا۔ تو اس پر میں نے بڑے تأسف سے اس بزرگ سے کہا:

باباجی! تمہارا قصور نہیں اور نہ ہی آپ کے ان دوستوں کا۔ انفرادی اور اجتماعی طور پر شعوری اور بے شعوری میں صرف تم نہیں، معاشرہ کا معتد بہ نام نہاد اشرافیہ اس درویش کے سر، دوسروں کے بوجھ لاد رہا ہے۔ (نزلہ برعضو ضعیف) کے مصداق ہر تنزلی کا ذمہ دار مولوی ہے۔ ہر ترقی کی رکاوٹ مولوی ہے۔

باباجی! تمہیں یاد ہوگا روس آیا تھا۔ لاؤ لشکر لایا تھا۔ توسیع پسندی اور جہانگیری کے جنون وخمار سے سرشار اس سرخ ریچھ کے مدمقابل میدان سجا۔ ہر ایک نے اپنے اہداف اور مفادات کی خاطر حصہ بقدر جثہ اس معارضے میں حصہ ڈالا۔ مجاہدین کا مفاد نظریاتی نوعیت کا تھا اور امریکہ بہادر کا مادی نوعیت کا۔ یہ حقیقت ڈھکی چھپی نہیں کہ امریکہ بہادر نے اپنے زبردست حکمرانوں سے جنگجو پیدا کرنے کی حوصلہ افزائی کرائی۔ عرب وعجم کے جذبہ جہاد سے سرشار لوگوں کے لئے راستے وا کئے۔ عالم اسلام کی یونیورسٹیوں سے کیا، امریکی ویورپی یونیورسٹیوں سے مسلم فضلا

سمیت ہر طبقہ کے لوگ شریک کارزار ہوئے۔ مدارس کے لوگ بھی شریک ہوئے۔

بحمداللہ! جو ہر ایمان سے مالا مال اس خدائی فوج نے فرعون وقت کو دوشانے چت کردیا۔ تو امریکہ بہادر نے میدان خالی دیکھا۔ رشیا کا وہی خواب اپنی آنکھوں میں سجالیا جس کی تعبیر پانے کے لئے سویت یونین اپنی ریڑھ کی ہڈی تڑوا بیٹھا تھا۔ کل کے مجاہدوں کو دہشت گردوں کا نام دیکر یہ سفید ریچھ وہی جرم کرنے لگا جو کل سرخ ریچھ نے کیا تھا۔ افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں میں مستور قدرتی خزانوں پر اس لالچی کے رال ٹپکنے لگے۔ اپنی چودھراہٹ کے لئے بازو خلیجی ممالک تک پھیلانے لگا۔

افغانستان میں یہ بھیڑیا روس کے برعکس قدرے تیاری کے ساتھ آیا۔ ڈرامہ بازی، زمانہ سازی کے جملہ ہنر کے ساتھ رام رام کرتے ہوئے آیا۔ اپنے ہم جنس بھیڑیوں کو غول در غول ساتھ لایا۔ ہم نے بھی لاجسٹک سپوٹ کے عنوان سے اتحادی کا تمغہ گلے سجایا۔

لیکن مکار و عیار دشمن نے جب دیکھا کہ معدنیات اور ذخائر تک پہنچنے کا میرا خواب چکنا چور ہوگیا ہے۔ میری سپاہ نامدار فوجی بیرکوں میں بھی غیر محفوظ ہے۔ تو واپسی کو رخت سفر باندھا۔ لیکن جاتے جاتے اپنی فطرت کے عین مطابق دوست کی پیٹھ میں چھرا گھونپ کے جارہا ہے۔ پاکستانی حدود میں تمام عالمی قوانین کی خلاف ورزی کرکے ڈرون حملے کرنا۔ اس پر پاکستانی چیخ و پکار کو ان سنی کرنا۔ بلیک واٹر اور سی آئی اے کی خصوصی ہدف دے کر وطن عزیز کے چپہ چپہ پہ پھیلا دینا۔ اس کے مقاصد واضح تھے کہ پشتون مذہبی لوگوں کو مشتعل کیا جائے۔ پاک فوج سے انہیں ٹکرادیا جائے۔ موقع بہ موقع آئی ایس آئی کے خلاف پروپگنڈہ کیا جائے۔ اسلام اور اسلامی نظام کا بھی مذاق اڑایا جائے اور اسلام کے مذہبی عنوان سے وجود میں آنے والی ایٹمی اسلامی ریاست کو غیر مستحکم بھی کیا جائے۔ کھیل واضح ہے اور کھلاڑی بھی واضح۔ لیکن باباجی! آپ کی طرح اور آپ کے دوستوں کی طرح تان یہاں غیر منطقی طور پر مسجد و مدرسہ پر آن ٹوٹتی ہے۔ آرڈیننس ان کے بازو کسنے کے لئے جاری ہوتے ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے جہاد کشمیر کے عنوان سے فنڈز کس نے دیئے۔ لائین آف کنٹرول کس نے عبور کروائی۔ شہداء کے ورثاء کے لئے فنڈز کس نے دیئے اور کیا جانے والوں میں اکثریت عصری اداروں کے تعلیم یافتہ لوگوں کی نہ تھی؟۔ نہ آپ کا قصور، نہ ہی آپ کے پالیسی ساز اداروں کا قصور اور نہ ہی عصری اداروں کا قصور۔ قصور صرف مدارس کا۔

ہائے! اس بیدادی پر آسمان روئے۔ کوئی ایک مدرسہ تو دکھائیں جہاں عسکریت سکھائی، پڑھائی جاتی ہو۔ مدارس اور اصحاب مدارس کی کوئی ایک حتمی اور تخفی سرگرمی ہو تو میڈیا پر لائیے۔ خواہ مخواہ بہتان بازی کی ڈھولکی مت پیٹئے۔ اگر یہ الزام ہے کہ یہ لوگ مدارس سے پڑھے ہیں تو عبداللہ محسود، بیت اللہ محسود سے حکیم اللہ محسود تک کون ہے جو کسی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہے۔ آپ کے خلاف لڑنے والوں میں کتنے ایسے ہیں جو عصری اداروں سے پڑھے ہیں۔ ان کی گوشمالی کیوں نہیں ہوتی۔ یہ بلوچ جنگجو آپ کے کالج و یونیورسٹیوں کے فاضل نہیں ہیں؟ اعلیٰ تعلیم یافتہ نہیں؟ اس جرم کی پاداش میں یہ کالج اور یونیورسٹیاں بغاوت سکھا رہی ہیں، انہیں پابہ زنجیر کرنے کا کبھی کیوں نہیں سوچا؟

باباجی! یہ نفرتیں، بغاوتیں، تلخ رویوں کی عکاسی اور ثمرات ہوتے ہیں۔ اداروں کا کردار نہیں ہوتا۔ ایسا

ماحول بنانے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی جاتی ہے اور طویل کھیل کھیلے جاتے ہیں۔

باباجی! کیا صبح وشام گلے میں روٹیاں لٹکا کر ’’ہائے بھوکے مرگئے‘‘ کے نعرے لگانے والوں، دھرنے دینے والوں، روڈ بلاک کرنے والوں، ہسپتال سیل کرنے والوں، ایمرجنسی وارڈز بند کرنے والوں، بھاری بھرکم تنخواہ خوروں کی مقابل ان ستم کیشوں کو آفریں نہ کہوں، ان کے کمال صبر کا ترانہ نہ کہوں؟ دھرنا، نہ مرنا، نہ شور شرابا کرنا، ملی تو روزی، نہ ملی تو روزہ۔ لیکن کیا کیا جائے ان بے انصاف دماغوں کا کہ ان صائمین، قائمین کے صوم پر بھی ان کو بے چینی کی کروٹیں آرہی ہیں۔ ان کو ستانے، ڈھانے کے بہانے اور قرینے ڈھونڈے جارہے ہیں۔

ناکردہ گناہوں کی سزا ان کے لئے تجویز ہورہی ہے۔ اپنے ہاتھوں سے اجڑے گلستان کا ذمہ دار، ان مسکینوں کو ٹھہرایا جارہا ہے۔ جن کی دعائے نیم شب کی بدولت یہ گل باقی ہے۔ چاہے مرجھایا ہی سہی۔ ورنہ ان نام نہاد معماروں اور محافظوں کی کرپشن، بدیانتی اور بدنیتی نے اس چمن کی شام غریباں کرنے کو کیا کسر چھوڑی تھی۔

چوہدری حمید الرحمٰن کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن جناب ماسٹر حمید الرحمٰن کے والد گرامی چوہدری محمد یوسف ۸ار اپریل کو انتقال فرماگئے۔ نماز جنازہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے پڑھائی۔ چوہدری صاحب مرحوم بڑے نیک سیرت انسان تھے۔ مجلس خانیوال کے مبلغ مولانا عبدالستار گورمانی نے ان کی تعزیت کی اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس نصیب فرمائے۔ آمین!

مولانا ولایت اللہ کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ کے امیر مولانا ولایت اللہ صدیقی کے بڑے بھائی محترم ملک کفایت اللہ پچھلے دنوں لاہور ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ مرحوم دل کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ وہ صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ اکابر علماء دیوبند سے خصوصی لگاؤ تھا۔ مرحوم نے تحریک ختم نبوت وتحریک ناموس صحابہؓ کے لئے قلعہ دیدار سنگھ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان کی نماز جنازہ ان کے بڑے صاحبزادے نے پڑھائی۔ وفات کی خبر پر مولانا محمد اشرف مجددی، قاری محمد یوسف عثمانی، مبلغ مولانا محمد عارف شامی ودیگر کارکنان تعزیت کے لئے قلعہ دیدار سنگھ پہنچے اور بلندی درجات ودعائے مغفرت کی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اسی طرح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع حافظ آباد کے مبلغ مولانا حافظ عبدالوحاب جالندھری کے بھائی عبدالحق جالندھری انتقال کر گئے۔ قارئین کرام سے بلندی درجات اور دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

جناب محمد سرور فیصل آبادی کا وصال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے رہنما، مولانا فقیر محمد صاحب مرحوم کے چھوٹے بھائی جناب محمد سرور صاحب بھی ۱۸ر اپریل کو وصال فرماگئے۔ حق تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ آمین!

پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ

قسط نمبر:6

ڈاکٹر مولانا عبدالحلیم چشتی

شعر وسخن

برنی اچھے سخن شناس تھے۔ موصوف نے ''معارف ملت''، ''جذبات فطرت''، ''مناظر قدرت'' یہ قدیم وجدید اردو شعراء کی نظموں کے گونا گوں عنوانات پر نہایت مفید اور جامع انتخاب بارہ حصوں میں پیش کیا ہے۔ جو ارباب نظر نے بہت پسند کیا۔ بہت مقبول ہوا۔ اردو ادب میں نظموں کا ایسا جامع انتخاب مشکل سے ملے گا۔ یہ برنی کی اردو ادب میں نظموں پر وسعت ودقت نظر، سخن فہمی، حسن ذوق وحسن ترتیب کا آئینہ دار ہے۔ برنی کی شاعری پر انہی کا تبصرہ ''معروضہ'' میں موجود ہے۔ جس میں اشاعت کی غرض وغایت اور اپنی کمزوری وخامی کا برملا اعتراف موجود ہے۔ اس سلسلہ میں قارئین کو معروضہ کا مقدمہ پڑھنا چاہئے۔ ۱۹۱۹ء میں جب سلسلہ منتخبات نظم اردو بارہ حصوں میں شائع کی گئی تو بڑے بڑے ادیب اور استاد سخن نے داد بلکہ مبارک باد دی۔ (فہرست کتب الیاس برنی ص۸)

برنی الہ آباد یونیورسٹی میں امتحان لینے جاتے تو اکبر الہ آبادی سے ملتے تھے وہ بھی ان پر بہت مہربان تھے۔ انہی نے انہیں اپنا کلام چھپوانے پر زور دیا تھا۔ چنانچہ وہ ''معروضہ'' کے نام شائع کیا گیا تھا جو ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا۔ (برنی نامہ ص۲۲) مشکوٰۃ الصلوٰۃ کے متعلق برنی کا بیان ہے: ''مشکوٰۃ الصلوٰۃ'' کے دوسو نسخے مدینہ منورہ میں تقسیم کیے گئے۔ حرم نبوی میں اس کا ورد شروع ہوگیا۔

شیخ الدلائل جو دلائل الخیرات کی اجازت دیتے ہیں۔ حضرت ممدوح نے بھی اسے پسند فرمایا اور اجازت حاصل کی: ''حرمین شریفین میں بعض حجاج نے بیعت کے طریق پر اس ناچیز سے اس کے ورد کی اجازت حاصل کی۔ ہر چند عرض کیا کہ اجازت عام ہے۔ خاص ضرورت نہیں تاہم بہت اصرار ہوا تو فرمائش کی تکمیل کردی ورنہ میری کیا حیثیت کہ اجازت دوں۔ ''ایاز قدر خویش بشناس'' (صراط الحمید ج۲ ص۱۳۲)

''حرم نبوی میں بعض دیوانے ہاتھ پکڑ کر مواجہ شریف میں لے جاتے اور اجازت چاہتے تو دل بے قابو ہوجاتے تھے۔'' (ایضاً) برنی کہتے ہیں: ''تقسیم میں بھی ایک لطیفہ ہوا۔ حضرت مولانا عبدالحئی کتانی (المتوفی ۱۳۸۲ھ) نے اپنے احباب ومریدین کے واسطے متعدد نسخے طلب فرمائے۔ ایک صحبت میں جب کہ مشکوٰۃ الصلوٰۃ کے نسخے سامنے رکھے تھے اور میں بھی موجود تھا۔ حسب اتفاق سے حکومت کے بعض حکام حضرت سے ملنے آپہنچے۔ انہوں نے کتاب بھی دیکھی۔ تعریف بھی سنی۔ پھر ایک نسخہ ہے۔ ہدیۃً ملا تو خود بھی تعریف کی اور جس کو بھی ملتے تھے۔ تو اخلاق سے ملتے تھے۔ راضی معلوم ہوتے تھے۔ جب حکومت کی طرف سے اطمینان ہوگیا تو احباب کو بھی کتابیں دیں۔ اس طرح تین سو نسخے مکہ معظمہ میں تقسیم ہوگئے۔'' (صراط الحمید ج۲ ص۱۰۳)

الف...... سلسلہ دعوت صدق

۱ ...... اسرار حق

آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، ارشادات صوفیہ صافیہ کا نہایت جامع ومربوط انتخاب اور ان کے مقابل یورپ کے جدید سائنس اور فلسفہ کی انتہائی تحقیقات کا لب لباب، جن سے اسلام کی حقانیت خود بخود ظاہر ونمایاں ہوجاتی ہے۔ پہلا ایڈیشن...... محمد مقتدیٰ خان شیروانی نے مطبع مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ سے ۱۳۳۹ھ، ۱۹۲۱ء میں چار سو صفحات پر شائع کیا تھا۔

۲ ...... تسہیل الترتیل

قرأت کی ضرورت واہمیت، اس کے اصول وطریق، اس کے نکات واشارات خاص ترتیب سے نہایت سہل اور عام فہم پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ جن سے پڑھنے میں غلطی کا احتمال باقی نہیں رہتا۔ اصول قرأت سے واقف ہونے کے بعد تلاوت میں کچھ اور ہی لطف آتا ہے اور اسرار حق کا راز کھلتا ہے۔ بار دوم ۱۳۶۱ھ اور بار سوم ۱۳۶۲ھ میں شائع کی گئی تھی۔

۳ ...... تحفہ محمدی

یہ کتاب چار حصوں پر مشتمل ہے۔ ہر حصہ میں درود تاج یا ترجمہ ایک عربی سلام اور ہر حصہ میں چالیس نعتیں شامل ہیں گویا چار حصوں میں جملہ ۱۶۰ نعتیں درج ہیں یہ نعتیں قدیم وجدید ۶۰ مشہور ومقبول شاعروں کے کلام سے انتخاب کی گئی ہیں۔ چوتھے حصے میں چالیس کے منجملہ ۲۴ فارسی نعتیں شامل ہیں۔ تاج کمپنی کراچی نے اس کو بذریعہ بلاک طبع کر کے دیدہ زیب شائع کیا ہے۔

۴ ...... مشکوٰۃ الصلوٰۃ

صلوٰۃ وسلام، اسلامی معارف اور عربی ادب کا بہترین سرمایہ ہیں۔ گویا ’’ورفعنا لك ذكرك ‘‘ کی الہامی تفسیریں ہیں۔ ان کے مطالعہ سے رسول اللہ ﷺ کی حقیقی عظمت ومحبت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ان کے ورد سے نسبت محمدی کا فیضان ہوتا ہے اور دین کی نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ غالباً اب تک صلوٰۃ وسلام کا کوئی ایسا مختصر وجامع ذخیرہ شائع نہیں ہوا۔ اس کا تیسرا ایڈیشن تاج کمپنی لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا تھا۔ اب نایاب ہے۔

۵ ...... معروضہ

معروضہ جس میں حمد، نعت، منقبت ومعرفت کی نظمیں سو سے زیادہ شامل ہیں۔ تاج کمپنی کراچی نے اس کا نفیس ایڈیشن آرٹ پیپر پر بذریعہ بلاک دیدہ زیب طبع کر کے مجلد شائع کیا ہے جو کافی مقبول ہوا ہے۔ مزید کلام (۴۰) نظمیں ضمیمہ اول کے طور اسی سلسلہ میں پیش ہیں کہ دل کی پکار ہیں ۔

من قاش فروش دل صد پارہ خویشم

جواہر سخن کی طرح معروضہ (ضمیمہ اول) کے ساتھ اعظم سٹیم پریس حیدرآباد سے ۱۳۱۷ھ میں شائع کی گئی تھی۔

۶ ...... قادیانی مذہب

بار اول ۱۹۵۲ء، بار دوم شمس الاسلام پریس حیدرآباد دکن ۱۳۵۲ء میں صفحات ۲۳۴ پر شائع کی گئی تھی۔ اس

میں قادیانیوں کے عقائد و اعمال کی تفصیل خود قادیانی کتابوں سے پیش کی گئی ہے۔ یہ کتاب قادیانی تحریک کی قاموس پائی جاتی ہے۔ چنانچہ پانچواں ایڈیشن (حجم بارہ سو صفحات تقطیع کلاں) مدت سے نایاب ہے۔ چھٹا ایڈیشن اضافہ مضامین کے ساتھ شائع ہوا۔ محمد اشرف نے لاہور سے شائع کیا تھا۔

(نوٹ: اب تخریج و تحقیق کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے مرکزی دفتر سے شائع کر رہی ہے۔)

۷ ...... قادیانی قول و فعل

حصہ اول پہلا ایڈیشن نایاب ہے اور حصہ دوم ۱۹۵۸ء میں شائع کیا گیا تھا۔

(نوٹ: اسے بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان سے تحقیق و تخریج کے بعد شائع کیا ہے۔)

صراط الحمید

جلد اول، عراق، شام، فلسطین و حجاز اور یہاں کے مقدس مقامات کے گوناگوں چشم دید حالات، نہایت دلچسپ و مفید معلومات، سیر و سفر کی اس میں مفصل داستان مذکور ہے۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے تفصیلی مشاہدات، ایمانی احساسات، بارگاہ اقدس کے انوار و برکات، فیوض و انعامات، فریضہ حج کے احکام و مسائل، طور و طریق اور ادعیہ و صلوٰت کا بیان ہے۔ اس سفرنامہ میں جا بجا قرآنی معارف، ایمانی نکات، وہبی واردات، ربط قلبی کے نازک اشارات جن سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔ دل کو عقیدت و محبت کا مزہ ملتا ہے۔ عبادت کی لطافت اور معاصرین کے متعلق نادر معلومات اس پر مستزاد ہیں۔ یہ مختصر اوہ ہے جو برقیؒ نے اپنی تالیفات کے تعارف میں لکھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سفرنامہ کے ادب میں برقیؒ کی آپ بیتی ہے۔ اس امر کا اعتراف خود برقیؒ کو بھی ہے۔ چنانچہ صراط الحمید ج۱ ص۳۰۲ میں رقمطراز ہیں۔ بلا کم و کاست آپ بیتی لکھ دی اور آپ بیتی نہ لکھتا تو پھر کیا لکھتا۔ لکھنا لاحاصل تھا کچھ بھی نہ لکھتا۔ یہ توقع نہیں اور ممکن بھی نہیں کہ سب ناظرین ہم خیال ہوں۔ ہم مذاق ہوں۔ ہم مشرب ہوں۔ ہم عقیدہ ہوں۔ تھوڑا بہت فرق رہنا ضرور ہے۔ تاہم خدا کے فضل سے امید ہے کہ اپنی سرگزشت افراط و تفریط سے محفوظ ہے۔ رہی کوئی لغزش تو میں سراپا تقصیر ہوں۔ معصوم نہیں ہوں۔ انابت و مغفرت ہی اپنا سہارا ہے۔ ان اللہ غفور الرحیم۔ صراط الحمید کا پہلا ایڈیشن ۱۳۴۶ھ میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۳۵۰ھ میں مطبع برقی اعظم جاہی حیدرآباد دکن سے شائع کیا گیا تھا۔

صراط الحمید جلد دوم

برقیؒ نے اپنی تصنیفات، تالیفات اور تراجم کے تحت اس کا تعارف یوں کرایا ہے: ”۱۳۵۱ھ میں دوسری مرتبہ حج و زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ حرمین شریفین میں حاضری نصیب ہوئی تو دوسرا سفرنامہ تحریر میں آیا جو صراط الحمید جلد دوم میں شائع ہوا۔ یہ سفرنامہ پہلے سفرنامے سے بالکل جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ عنوانات جدا، بیانات جدا، اس میں مکہ معظمہ، مدینہ منورہ کے احوال بالخصوص اور حجاز کے معاملات بالعموم تفصیل سے درج ہیں۔ ضمناً بہت سے واقعات بیان میں آگئے ہیں جو کافی دلچسپ ہیں۔ ان میں بعض خاص طور سے اہم ہیں اور نادر ہیں۔

غرض کہ صراط الحمید جلد دوم کا بھی خاص رنگ ہے۔ جلد اول کے بعد جلد دوم پڑھنے سے لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔ جلد دوم میں حرمین شریفین کے فوٹو بھی شامل ہیں۔ ’’برنی نے سفرنامہ دوران سفر قلمبند کیا تھا، فرماتے ہیں: ’’ایک ماہ اور چند یوم جو مدینہ منورہ میں حاضری رہی تو فرصت کے اوقات میں سفرنامہ لکھتا رہا اور بیشتر حصہ وہیں تحریر میں آیا۔ صرف آخری فصل جس میں واپسی کا ذکر ہے۔ البتہ باقی رہ گئی تھی کہ وہاں پہنچ کر لکھوں گا۔ توقع تھی کہ واپسی کے بعد ہی یہ سفرنامہ جلد شائع ہو جائے گا لیکن عجب اتفاق کہ سات سال گزر گئے اور طباعت کی نوبت نہ آسکی۔ مسودہ یونہی پڑا رہا بلکہ ایک مرتبہ تو شبہ ہوا کہ گم ہو گیا۔ بارے خدا خدا تلاش کی تو وقت پر مل گیا۔‘‘

وجہ تاخیر یہ کہ واپسی کے بعد ہی گوناگوں مصروفیتوں کا ہجوم ہو گیا۔ یہ کام، وہ کام، علمی بھی انتظامی، خانگی بھی، سرکاری بھی، پھر اس زمانے میں قادیانیوں سے معرکے ہوئے جن کی تفصیلات ہماری کتاب ’’قادیانی مذہب‘‘ اور ’’قادیانی قول وفعل‘‘ میں درج ہیں۔ اپنی تو اکثر یہی حالت رہی اور رہتی ہے۔ علمی منصوبوں میں کتنے کام ابھی شروع نہ ہو سکے۔ کتنے کام برسوں سے ادھورے پڑے۔ ان میں جو بہت خاص ہیں ان کا اظہار واعلان بھی قبل از وقت مناسب نہیں۔ تاہم جو کام تکمیل پا چکے۔ خدا کا شکر ہے۔ پچیس ۲۵ کتابیں جو شائع ہو چکی ہیں۔ یہ اسی کا فضل ہے۔ ج ۲ ص ۶، ۷، صراط الحمید جلد اول میں دل کھل کھیلا جب مچلا بول اٹھا۔

کہہ گزرتا ہوں پتے کی بے خودی کے جوش میں ہوش میں ہوتا نہیں ہوتا ہوں جب میں ہوش میں

پھر بھی ضبط کی تاکید رہی۔ احتیاط کا اہتمام رہا۔ جلد دوم میں بھی دل کو کہیں کہیں موقع ملا۔ تاہم دماغ کا دور دورہ رہا کہ توازن لازم ہے:

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

گر سچ پوچھئے تو دھن بڑی چیز ہے۔ زندگی کی جان ہے۔ سب دھنوں میں اپنی دھن

محمد از تو مے خواہم خدارا خدا از تو مے خواہم مصطفی را

وہی توحید توحید ہے جو رسالت کے وسیلے سے نصیب ہو۔ رسول اللہ کو مانے تو اللہ کو جانے۔ اللہ تو سبحان اللہ، رسول اللہ کی بھی کیا انوکھی شان ہے: صلوا علیه وسلمو تسلیما

ما بلبلیم نالاں گلزار ما محمد

ما نرگسیم حیراں دیدار ما محمد

قمری بسرو نازد بلبل بگل فریبد

ما عاشقیم بے دل، دلدار ما محمد

از خویشتن فدانم جزاں قدر کہ دانم

ما قطرہ ام بحرز خار ما محمد

(صراط الحمید ج ۲ ص ۱۰۹)

یہ پہلی بار ۱۳۵۸ھ میں مطبع برنی اعظم جاہی حیدرآباد سے شائع کی گئی تھی۔

مشائخ تونسہ شریف کی تحریک ختم نبوت میں خدمات

قسط نمبر:2

مولانا عبدالعزیز لاشاری

خواجہ نظام الدین تونسویؒ

خواجہ محمود صاحبؒ کو اللہ پاک نے پانچ بیٹے عطا فرمائے۔ ان میں سے حضرت خواجہ غلام نظام الدینؒ صاحب بڑے بہادر، نڈر اور جلالی بزرگ تھے۔ سخاوت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ اپنے مدرسہ محمودیہ میں تعلیم کے لئے علماء دیوبند کو مقرر فرماتے تھے۔ مولانا خان محمد صاحب فاضل دیوبند، مولانا عبدالستار صاحب تونسویؒ جیسے عالم دین اس مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔ بلکہ مولانا عبدالستار تونسویؒ یہاں پڑھتے بھی رہے ہیں۔ خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے دل میں جہاں عظمت صحابہؓ کا جذبہ موجود تھا۔ وہاں دینی مدارس کے ساتھ تعاون بھی کرتے تھے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں مدرسہ سراج العلوم میں کمرے بنوا کر دیئے۔ علماء دین کے اتنے قدردان تھے کہ جب حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کا انتقال ہوا۔ حضرت مولانا خان محمد صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند کے پاس تشریف لے گئے۔ جا کر خبر بھی دی اور حضرت مدنیؒ کی تعزیت بھی فرمائی۔ فرمایا! کاش میرے پاس ہوائی جہاز ہوتا تو میں حضرت مدنیؒ کے جنازہ میں شریک ہوتا۔

تقسیم پاک وہند سے پہلے ایک شخص خان محمد قیصرانی قادیانی ہوگیا۔ اس کی زوجہ نے خاوند کے اصرار کے باوجود مرزائیت قبول نہ کی۔ بلکہ حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں اپنا مسئلہ پیش کر دیا۔ خواجہ صاحب اور مولانا قاضی عبیداللہ ڈیرہ غازی خان والے اور دیگر علماء کرام کے مشورہ سے طے پایا کہ مسلمان خاتون کی طرف سے سرکار انگریز کی عدالت میں دعویٰ تنسیخ نکاح دائر کر کے خاتون مسلم کو غیر مسلم سے نجات دلوائی جاوے۔ خواجہ صاحبؒ نے اس مقدمہ کے اخراجات کے لئے ایک مربع زمین فروخت کر دیا۔ چنانچہ خواجہ صاحب اور سردار احمد خان چانڈی کے ایماء پر مولانا عمردراز عرف جندوڈا سکنہ کلیری اور حکیم اللہ بخش قیصرانی سکنہ وہوا کو زادسفر دیکر دیوبند میں مولانا سیّد انور شاہ کشمیریؒ کے پاس بھیجا۔ ان حضرات نے حضرت شاہ صاحب کو تمام واقعہ جا کر سنایا۔ حضرت کشمیریؒ اس وقت بیمار تھے۔ ساتھ ہی فرمایا اس سے پہلے میں بہاولپور والوں سے وعدہ کر چکا ہوں۔ البتہ دیوبند سے ایک جماعت کو تیار کیا۔ مناظر اسلام مولانا مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ، مولانا ابوالوفا شاہجہان پوریؒ، مولانا محمد چراغ صاحبؒ، مفتی محمد شفیع کراچی والے ڈیرہ غازی خان تشریف لائے۔ ۱۲؍دسمبر ۱۹۳۸ء کو چودھری تیرتھ داس سینئر جج ڈیرہ غازیخان کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ اس پوری جماعت کو امیر محمد خان بزدار بلاک نمبر۴ ڈیرہ غازی خان کے خانہ پر ٹھہرایا گیا۔ یہ حضرت خواجہ اللہ بخش تونسویؒ کے مرید تھے۔ بادام پستہ کی روٹیوں سے مشائخ کی تواضع کی گئی۔ پہلی پیشی پر علی الترتیب فریقین کے گواہ اس طرح پیش ہوتے رہے۔

ہر ایک کی شہادت پر ایک ایک ہفتہ صرف ہوا۔ مسلمانوں کی طرف سے گواہ مولانا قاضی عبیداللہ جمعیت

علماء ہند، شیخ الحدیث مفتی محمد عبداللہؒ خیر المدارس والے، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند، مولانا محمد چراغؒ شارح ترمذی، مختیار خاص مسلمانوں کی طرف سے مولانا ابوالوفا شاہجہان پوری، مولانا محمد ایوب صدر انجمن حمایت اسلام، مولانا خلیل احمد سہارن پوری، ایڈووکیٹ لالہ سیتہ بھوشن۔ قادیانیوں کی طرف سے گواہ، چودھری اسداللہ بیرسٹر برادر اصغر سر ظفراللہ قادیانی، سلیم مربی ناظم مرکز کلکتہ، ملاں عبدالرحمان خادم بیرسٹر۔ قادیانیوں کی طرف سے مختیار خاص، اللہ دتہ جالندھری، مشہور قادیانی مناظر جو مقدمہ بہاولپور میں بھی پیش ہوتا رہا، ایڈووکیٹ عزیز محمد بمبئی اور اس مقدمہ کی تائید میں مزید قلم بند شہادتیں سوالات کے ذریعے عدالت میں پہنچ گئیں۔ حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، ان کا یہ بیان فتاویٰ کفایت المفتی میں شائع ہو چکا ہے۔ شیخ جامعہ غلام محمد گوٹویؒ جامعہ عباسیہ بہاولپور، شیعہ مسلک کے مجتہد سید علی الحائری۔ اس کاروائی میں علماء کرام نے ایسی جرح کی۔ ان حضرات کے بیانات اتنے پرلطف ہوتے کہ اللہ دتہ جالندھری کا ناطقہ بند ہو جاتا اور بار بار کمرہ عدالت حاضرین کے قہقہوں سے گونج اٹھتا تھا۔ ۱۳؍ مارچ ۱۹۴۰ء کو خان محمد قادیانی قیصرانی نے ایک درخواست گزاری۔ سر میں قادیانیت سے تائب ہوتا ہوں۔ بارہ سال میں کافر رہا ہوں۔ بے شک جج صاحب مدعیہ کے حق میں فیصلہ صادر فرما سکتے ہیں۔ ۱۴؍ مارچ ۱۹۴۰ء کو ہندو جج تیرتھ داس نے فیصلہ لکھ دیا کہ قادیانی کافر ہیں۔ حضرت مولانا سیّد انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ڈیرہ غازی خان کا مقدمہ بہاولپور کے مقدمے سے اہم ہے۔ چونکہ بہاولپور کا جج مسلمان ہے اور ڈیرہ کا جج ایک ہندو جج ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس مقدمہ کی مکمل فائل ڈیرہ غازی خان کے قادیانی اہل کاروں نے گم کر دی ہے۔ کاوش جاری ہے۔ جب ملے گی تو پھر کچھ لکھا جائے گا۔

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور خواجہ نظام الدینؒ کی پہلی ملاقات

راقم الحروف کو مرزا غلام نبی جانبازؒ نے لاہور میں واقعہ بیان فرمایا کہ مجلس احرار اسلام کا جوبن تھا۔ حضرت امیر شریعت ملک بھر کے گدی نشینوں، پیرزادوں کو قادیانیوں کے خلاف تیار کر رہے تھے۔ اس ذوق میں خواجگان تونسہ شریف کی خدمات بھی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ مگر کوئی اتفاق پیدا نہیں ہو رہا تھا۔ تحصیل تونسہ کی سب تحصیل وہوا میں بخاری صاحبؒ کا کھیتران برادری جامع مسجد اخوندزادہ میں ہر سال جلسہ کراتی تھی۔ ایک دفعہ امیر شریعتؒ اسی جلسہ کے سلسلہ میں تونسہ شریف تشریف لائے۔ حضرت شاہ جیؒ کو آنے میں دیر ہوگئی۔ تونسہ سے وہوا جانے والی بس ایک ہی تھی جو پہلے جا چکی تھی۔ سردار کھیتران برادری نے اپنے پیر اور تعلق دار خواجہ غلام مرتضیٰؒ کے ہاں حضرت بخاریؒ کی رات کو رہائش رکھی۔ صبح نماز پڑھ کر حضرت شاہ جیؒ خواجگان تونسوی کے مزارات پر ایصال ثواب کے لئے تشریف لے گئے۔ پہلے حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ کی خانقاہ پر حاضری دی۔ پھر خانقاہ محمودیہ پر تشریف لے گئے۔ خانقاہ محمودیہ کے گیٹ سے جونہی داخل ہوئے سامنے مسند پر بیٹھے ایک بزرگ نظر آئے۔ وہ بزرگ بھی حضرت بخاریؒ کو دیکھ کر اپنی مسند سے کھڑے ہو کر گیٹ کے قریب آ کر ملاقات کی۔ حضرت بخاریؒ کی وضع قطع دیکھ کر پوچھا: جناب کا تعارف: بخاری صاحبؒ نے فرمایا: ’’مجھے عطاء اللہ شاہ کہتے ہیں۔‘‘ اس بزرگ نے فرمایا:

’’مجھے غلام نظام الدین کہتے ہیں۔‘‘ پھر دونوں شیر آپس میں بغلگیر ہو گئے۔ بخاری صاحبؒ نے فرمایا:’’خواجہ صاحب! میں مسئلہ ختم نبوت کے حوالہ سے آپ کو ملنا ہی چاہتا تھا۔ اللہ پاک نے گو ہر مقصود یہیں ملا دیا۔ آپ ہماری سرپرستی فرمائیں۔‘‘ خواجہ صاحب نے وعدہ فرمایا: میں آپ حضرات میں شامل ہوں۔ خواجہ صاحب نے ناشتہ کی دعوت دی۔ مگر بخاری صاحب نے فرمایا: میں اصول کا آدمی ہوں۔ رات میں حضرت خواجہ غلام مرتضٰی صاحب کا مہمان رہا۔ ان کی اجازت کے بغیر ناشتہ نہیں کروں گا۔ آج وہوا جانا ہے۔ وہاں رات کو جلسہ ہوگا۔ کل واپسی پر جناب سے ملوں گا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا چشم ما روشن تشریف لائیں۔

دوسرے دن بخاری صاحب وہوا کے جلسہ سے فارغ ہو کر خواجہ نظام الدین صاحب کے مہمان ہوئے۔ خواجہ صاحب اپنے مہمان خانہ خصوصی شیش محل میں بخاری صاحب کو ٹھہرایا۔ رات کو خواجگان تونسہ کی فیملی کو خطاب فرمایا۔ اس کے بعد جب بھی بخاری صاحب اس علاقہ میں تشریف لاتے۔ خواجہ صاحب سے ملاقات ضرور ہوتی۔ حضرت خواجہ صاحب ختم نبوت کے پروگراموں میں نہ صرف شریک ہوتے۔ بلکہ اپنے مریدوں اور خلفاء کو پروگرام کرانے کا حکم فرماتے۔ بستی مندرانی نزد تونسہ شریف میں خواجہ نظام الدین تونسویؒ کے خلیفہ سید ابراہیم شاہ صاحبؒ جو کہ سید حسو شاہ صاحب کے پوتے تھے۔ سید ابراہیم شاہ صاحبؒ کی دعوت پر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے بستی مندرانی جا کر مسئلہ ختم نبوت بیان فرمایا۔ اس دور میں اس بستی میں بھی قادیانیوں کا اثر تھا۔ بلکہ منہ زور قادیانی رہتے تھے۔

مجلس احرار اسلام کے مشہور سرائیکی واعظ خوش الحان اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ نے جو کہ حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کے شاگرد اور جامعہ امینیہ کے فاضل تھے، کوٹ قیصرانی میں رد قادیانیت کے بارہ میں آ کر بیان کیا۔ کوٹ قیصرانی کا سردار امیر مند قادیانی تھا۔ مولانا کی تقریر پر اس کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے اپنے غنڈوں کو سمجھایا کہ اس مولانا کی پٹائی کرنی چاہئے۔ مولانا نے صبح کوٹ قیصرانی سے تونسہ آنا تھا۔ بس اڈا پر اس سردار کے غنڈوں نے حملہ کر دیا۔ مولانا جلدی جلدی بس پر سوار ہو گئے۔ مگر وہ غنڈے مولانا کی پگڑی اتار کر لے گئے۔ مولانا ننگے سر تونسہ شریف حضرت خواجہ نظام الدینؒ کے پاس گئے۔ جا کر سارا واقعہ سنایا۔ خواجہ نظام الدینؒ نے فرمایا کہ میں معذرت کرتا ہوں۔ یہ میری طرف سے پگڑی ہے۔ میں اس سردار سے آپ کا یہ بدلہ لے کر رہوں گا۔ میری دھرتی پر آپ کی یہ توہین ہوئی۔ جا کر بخاری صاحب کو یہ واقعہ نہ بتانا۔ خواجہ صاحبؒ نے اسی وقت ایک پیغام کے ذریعے اس قادیانی سردار کے رشتہ دار سردار فیض محمد خان تنگوانی جو کہ خواجہ حامد صاحب تونسوی کا مرید بھی تھا، کو فرمایا: جب سردار تونسہ شریف آیا، میں اس سردار کی پگڑی اتاروں گا۔ اس پیغام کو سن کر قادیانی امیر مند سردار دس سال تونسہ شہر نہ آیا۔ ادھر خواجہ صاحب نے ایک ہوٹل والے کی ڈیوٹی لگائی کہ جب بھی یہ سردار تونسہ شہر میں آئے مجھے اطلاع کرنا۔ دس سال بعد سردار نے یہ سمجھا کہ اب خواجہ صاحبؒ کو وہ واقعہ بھول گیا ہو گا۔ یہ تونسہ شہر آیا۔ بڑی کروفر سے آیا۔ بڑا پگڑ اطرہ والا لگا کر آیا۔ جوں ہی یہ سردار ہوٹل میں چائے جلیبی کھانے بیٹھا تو ہوٹل والے نے خواجہ صاحب کو اطلاع کر دی۔ خواجہ صاحبؒ نے اسی وقت اپنے خادم قاضی غلام معین الدینؒ اور محمد وٹ کوتانا کو بھیجا کہ سردار کا پگڑ اتار لو۔ محمد وٹ کوتانے نے جاتے ہی ہوٹل کی لکڑی اٹھائی۔ ترچھی کر کے سر سے

گزاری کہ اس سے سردار کا پگڑا اتار لیا۔ سردار سمجھ گیا آج خواجہ صاحبؒ نے مبلغ ختم نبوت کا بدلہ لے لیا۔ وہ خاموشی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کوٹ قیصرانی چلا گیا۔

ایک دور میں یہ سردار حضرت خواجہ صاحبؒ کے ہاں آ کر مسلمان ہو گیا۔ الیکشن کا زمانہ آیا تو یہ الیکشن پر کھڑا ہو گیا۔ خواجہ صاحبؒ نے اس نومسلم کی حمایت بھی کی۔ مگر یہ شکست کھا گیا۔ بعد میں یہ پھر مرتد ہو گیا۔ قادیانی بن گیا۔ جب خواجہ صاحب کو اس کی اس حرکت کا معلوم ہوا تو فرمایا: ''اس نے ہم کو دھوکہ دیا۔ اس کو قبر جگہ نہ دے گی۔'' یہ ۱۹۸۶ء کو آنجہانی ہوا تو قادیانیوں نے اس کو مسلمانوں کی مسجد میں دفن کر دیا۔ اس عمل کے خلاف ایک زوردار تحریک چلی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور تمام مکاتب فکر کے مسلمانوں نے مسلسل دو ماہ تحریک چلائی۔ آخرکار حکومت نے اس کی لاش کو مسجد سے نکال کر اس کو اپنے گھر میں دوبارہ دفن کر دیا۔

ختم نبوت کانفرنس کوٹ ادو

۳۰؍مارچ بروز اتوار بعد نماز عشاء بمقام جامع مسجد فاروقیہ المعروف پرانا تبلیغی مرکز میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی سرپرستی جناب صوفی عبدالستار نے کی اور صدارت مولانا محمد اشفاق قاسمی نے کی۔ مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ اور مولانا محمد امجد خان تھے۔ ان کے علاوہ مولانا مفتی زین العابدین، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا محمد عبداللہ، مولانا عبدالخالق و دیگر مقامی علماء کرام نے بیانات فرمائے۔

ختم نبوت کانفرنس سنانواں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سنانواں کے زیر اہتمام ۹؍مارچ کو بعد نماز ظہر تا عصر ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور ضلعی مبلغ مولانا قاضی عبدالخالق اور ملتان سے نعت خواں حافظ عبدالشکور برادران تھے۔ پروگرام نہایت احسن طور پر پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

ختم نبوت کانفرنس پیر جگی موڑ کوٹ ادو

۱۶؍مارچ کو بمقام پیر جگی موڑ کوٹ ادو میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید فاروقی، مولانا عبدالمجید توحیدی، مولانا قاری محمد طاہر حنیف، مولانا عبدالخالق قاضی، مولانا اللہ وسایا اور پیر طریقت حافظ ناصرالدین خاکوانی نے بیانات فرمائے۔

لیہ کے ایک خاندان کا قبول اسلام

میاں مسعود احمد ولد میاں عبدالقیوم محلہ فیض آباد لیہ نے مرزائیت سے توبہ کی اور سید مخدوم اویس علی چشتی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ضلع لیہ کے امیر مولانا محمد حسین اور ناظم مولانا قاری عبدالشکور نے ان سے ملاقات کی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے یقین دہانی کرائی کہ ان شاء اللہ تعالیٰ جماعت کی طرف سے آپ کی رہنمائی ہوتی رہے گی۔ بعد ازاں ان کے لئے استقامت کی دعا کی۔

حضرت مولانا رب نواز جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا سید محمد زین العابدین

"آج حقیقت یہ ہے کہ مجھے اپنے چھوٹے بھائی کے منبر پر بیٹھتے ہوئے شرم آرہی ہے۔ وہ اگرچہ عمر میں ہم سب بھائیوں میں چھوٹا تھا لیکن علم وفضل میں ہم سب سے فائق تھا۔" یہ وہ الفاظ ہیں جو آج سے چار سال قبل مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد رب نواز جلال پوری نے اس وقت ارشاد فرمائے تھے جب وہ مولانا جلال پوریؒ کی شہادت کے بعد پہلا جمعہ پڑھانے کے لیے ان کے منبر پر تشریف فرما ہوئے تھے لیکن افسوس کہ آج وہ مردِ قلندر بھی ہم سے رخصت ہوگیا۔

اصل میں یہ ساری قربانی اور جدوجہد مولانا محمد رب نوازؒ اور مولانا سعید احمد شہیدؒ کے والد گرامی قدر حضرت الحاج جام شوق محمدؒ کی تھی کہ جن کے دم قدم سے جلال پوری خاندان میں دین کی شمع روشن ہوئی۔ ان کی وہ محنتیں رنگ لائیں جو انہوں نے حضرت حافظ محمد موسیٰؒ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے قدموں میں رہ کر اٹھائی تھیں اور ان کے وہ مجاہدے کام آئے جو انہوں ان بزرگوں کی خدمت میں رہ کر کئے تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی اولادوں میں مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اور مولانا محمد رب نوازؒ جیسے بافیض اور باتوفیق علماء پیدا ہوئے اور مزید برآں اللہ نے ان کی نسلوں میں علماء، صلحاء اور حفاظ کا سلسلہ جاری فرمادیا۔ مولانا محمد رب نواز جلال پوریؒ بھی خوب آدمی تھے۔ حیدرآباد کی ایک چھوٹی سی مسجد کی امامت کرتے ہوئے گوشۂ گمنامی میں اپنی پوری زندگی گزاردی۔ ۱۱ر مارچ ۲۰۱۰ کو چھوٹے بھائی مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کی شہادت ہوئی تو خاندان والوں کے اصرار پر چھوٹے بھائی کا منبر سنبھال لیا۔ ہر جمعہ حیدرآباد سے کراچی مسجد باب الرحمت شادمان ٹاؤن تشریف لاتے اور غم وحزن کی کیفیت میں جمعہ پڑھا کر واپسی کی راہ لیتے۔ واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کی شہادت کے بعد آپ کا منبر ویران ہوگیا تھا اور آپ کی شہادت کا غم کم ہونے کا نام نہیں لیتا تھا لیکن وقت بہت بڑا مرہم ہے اور پھر ساتھ ساتھ مولانا محمد رب نواز جلال پوریؒ کی گفتگو سے آہستہ آہستہ مانوسی ہوتی گئی۔ تا آنکہ حضرت جلال پوریؒ کی شہادت کا زخم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خشک ہونے لگا۔ اسی دوران حضرت مولانا رب نواز صاحبؒ کی خدمت میں بھی حاضری ہونے لگی تو ایک دن بندہ نے عرض کیا

"حضرت! میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے خلفاء کے حالات جمع کر کے شائع کرنا چاہتا ہوں۔ آپ سے بھی گزارش ہے کہ اپنے حالات زندگی عطا فرمادیں۔ تاکہ اس کو کتاب میں شامل اشاعت کیا جاسکے۔" جواباً فرمایا "ارے میاں! کیوں میرے حالات سے صفحے کالے کرنا چاہتے ہو۔ وہ تو حضرت لدھیانویؒ کی ذرہ نوازی تھی کہ گلے میں گھنٹی باندھ گئے۔" پھر بھی میں نے اصرار کیا تو ایک دن راضی ہوگئے اور فرمایا میں بولتا جاتا ہوں۔ آپ لکھتے جائیں۔ چنانچہ حضرتؒ کے وہی حالات زندگی جو آپ نے خود مجھے املاء کرائے تھے۔ میری ترتیب کے ساتھ پیش خدمت ہیں:

آپ ۱۹۳۸ء کو جلال پور پیر والہ صوبہ پنجاب میں الحاج جناب جام شوق محمدؒ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی قاعدہ وناظرہ قرآن کریم کی تعلیم کے لیے محلّہ کے مکتب میں اور پھر درس نظامی پڑھنے کے لیے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے شاگرد مولانا غلام رسول پونٹویؒ کے پاس بھیجا گیا۔ جہاں آپ نے علوم عقلیہ ونقلیہ میں کمال حاصل کیا اور وسطانی درجات تک کی کتب پڑھیں۔ پھر ۱۹۵۴ء میں آپ جامعہ قاسم العلوم ملتان تشریف لے گئے۔ یہاں آپ نے شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے شاگرد حضرت مولانا عبدالقادر قاسمیؒ مظفر گڑھی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع ملتانیؒ اور حضرت مولانا محمود اخترؒ فاضل دیوبند کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ جامعہ قاسم العلوم ملتان میں موجودہ دور کے بڑے بڑے علماء آپ کے ہم درس رہے جن میں لال مسجد کے سابق خطیب حضرت مولانا محمد عبداللہ شہیدؒ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ مرکزی امیر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ، حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ اور مولانا فداء الرحمٰن درخواستی مدظلہ شامل ہیں۔ مولانا رب نواز صاحبؒ نے مزید فرمایا کہ مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ ہم سے دو سال آگے تھے۔ پھر آپ دورۂ حدیث کے لیے جامعہ مخزن العلوم خان پور تشریف لے گئے۔ خان پور میں آپ نے حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ اور ان کے بھائی مولانا عبدالرحیم درخواستیؒ سے ۱۹۵۷ء میں کتب صحاح ستہ پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

درس نظامی سے فراغت کے بعد آپ نے تین تین مرتبہ حضرت درخواستیؒ اور حضرت بہلویؒ کے پاس دورۂ تفسیر پڑھا اور مسلسل دو مرتبہ رمضان المبارک میں حضرت درخواستیؒ کے پاس اعتکاف کیا۔ جب کہ ایک مرتبہ حضرت بہلویؒ کے ساتھ بھی اعتکاف میں شریک ہوئے۔

۱۹۷۴ء میں آپ حیدرآباد کے علاقے لطیف آباد ۵ نمبر میں رحمانیہ مسجد کے امام وخطیب مقرر ہوئے اور اس درویش صفت عالم دین نے مسلسل تیس پینتیس سال وہیں امامت وخطابت کے ذریعے دینی ذہن بنانے میں گزار دیئے۔ وفات سے کچھ سال قبل کوٹری کے قریب ”مدرسہ عربیہ خاتم النبیین“ کے نام سے ایک دینی ادارہ کی بنیاد رکھی۔ جہاں بفضلہ تعالیٰ مسجد بھی قائم ہے اور بچوں کا مکتب بھی۔ ان سب کے ساتھ ساتھ آپ بلا معاوضہ تعویذات وعملیات کا کام بھی کیا کرتے تھے جس کے ذریعے مخلوق خدا کی دعاؤں سے مستفید ہوتے۔

آپ نے ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت، ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ، ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت اور ۲۰۱۱ء کی تحریک ناموس رسالت میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ مولانا رب نواز صاحبؒ نے اپنی بیعت وخلافت کے بارے میں فرمایا کہ میں سب سے پہلے حضرت مولانا حافظ محمد موسیٰ نقشبندی جلال پوریؒ سے بیعت ہوا۔ پھر حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ بہلویؒ سے، حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ سے اور ان کی شہادت کے بعد حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سے۔

حضرت لدھیانویؒ سے بیعت ہونے کے حوالے سے آپ نے یہ واقعہ خود بندہ کو سنایا کہ حضرت بہلویؒ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ایک دن میں برادر صغیر مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کے گھر پر ان کے ساتھ بیٹھا تھا کہ اچانک مولانا سعید احمدؒ نے مجھے کہا بھائی صاحب! ایک بات آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا کہو! تو مولانا شہیدؒ نے کہا کہ ”آپ اور حضرت لدھیانوی میں عمر، سن وسال اور فراغت تعلیم کے اعتبار سے تفاوت کچھ

زیادہ نہیں لیکن حضرت لدھیانویؒ کے درخت کا پھل اس وقت پکا ہوا ہے تو میرا آپ کو مشورہ یہ ہے کہ آپ حضرت سے بیعت ہو جائیں۔ ایک لمحہ کے لیے میں نے کچھ توقف کیا۔ پھر ایک دم میں کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا کہ چلو! اور ابھی چلو! چنانچہ اسی وقت حضرت لدھیانوی شہیدؒ کی خدمت میں جا کر بیعت کر لی۔ حضرت لدھیانویؒ بے حد شفقت کا معاملہ فرماتے۔ ہر ہفتہ حضرت کے بیان میں حیدر آباد سے حاضر ہوتا۔ چار سال گزرے ہوں گے کہ ایک دن میں فلاح مسجد نصیر آباد میں تھا کہ صاحبزادہ مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی صاحب ہنستے، مسکراتے اور دوڑتے ہوئے تشریف لائے اور میرے ہاتھ میں ایک پرچہ تھماتے ہوئے کہا ’’مولانا مٹھائی کھلائیں حضرت نے آپ کو خلافت دے دی ہے۔‘‘ یہ بات کہہ کر ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں سے کہنے لگے کہ میں تو کورا آدمی ہوں یہ تو ان کی مہربانی تھی۔ پھر حسرت سے ایک آہ بھری اور فرمانے لگے حضرت لدھیانویؒ بھی شہید ہو گئے اور اب میرا بھائی سعیدؒ بھی شہادت کا رتبہ پا گیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ حضرت لدھیانویؒ کی شہادت کے بعد مولانا سعید احمدؒ سمیت ہم سارے بھائی خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ سے بیعت ہو گئے تھے۔

آخری دنوں میں مولانا رب نوازؒ گردوں کے امراض کا شکار ہو گئے تھے۔ چنانچہ اسی بیماری میں ۲۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۵ھ مطابق ۳۱ر مارچ ۲۰۱۴ء بروز پیر کو شام کے وقت اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ اگلے دن بعد نماز ظہر حضرت مولانا منظور احمد نعمانی نے جنازہ پڑھایا۔ بڑی تعداد میں علماء کرام شریک جنازہ تھے۔

آپ کے چھ صاحبزادے ہیں۔ ماشاءاللہ سب ہی دینی خدمات میں لگے ہوئے ہیں مگر ان میں سب سے بڑے مولانا مفتی سہیل احمد جلال پوری ’’الولد سر لابیہ‘‘ کے صحیح مصداق ہیں۔ اس وقت لندن کی ایک مسجد کے امام وخطیب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار ہیں۔ مولانا سعید احمد جلال پوریؒ اور مولانا منظور احمد الحسینیؒ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب دامت برکاتہم العالیہ ۷ر مارچ کو جماعتی وتبلیغی دورہ پر ساہیوال تشریف لائے۔ جماعتی امور کا سرسری جائزہ لیا اور مقامی مجلس کی کارکردگی کو سراہا۔ کارکنان ختم نبوت سے دعوتی پروگراموں پر مشاورت وملاقات سے فراغت پر آپ جامعہ محمدیہ کوٹ 85-6-R میں مختصر قیام کے بعد فرید ٹاؤن تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے جامع مسجد صدیق اکبرؓ اسکیم نمبر۲ میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب فرمایا۔ آپ نے نماز عصر جامع مسجد الحبیب طارق بن زیاد کالونی میں مولانا عبدالغفار قاسم کی امامت میں ادا کی اور مسئلہ شفاعت کے عنوان پر درس حدیث ارشاد فرمایا۔ علاوہ ازیں مغرب کی نماز کے بعد جامعہ محمدیہ کوٹ 85-6-R میں روحانی اجتماع سے خطاب کیا۔ پھر آپ نے مدرسہ سے فارغ التحصیل طلباء کے سروں پر دستار فضیلت سجائی اور تکمیل حفظ القرآن پر انہیں دینی کتابوں کا منتخب سیٹ بھی عطا فرمایا۔ رات کا قیام جامعہ محمدیہ میں رہا اور اگلے دن ملتان واپس تشریف لے گئے۔

فتنہ کادیانیت اور اسلامی اصطلاحات

آخری قسط

مولانا شاہ عالم گورکھپوری نائب ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

عصر حاضر کی صحافت اور اصطلاحات میں تبدیلی

اور تقسیم ہند کے بعد تو حالات یہاں تک تبدیل ہوئے کہ صحافتی دنیا میں ایڈیٹران وقت مرزائیوں کو لفظ ’’قادیانی، کادیانی‘‘ سے تعبیر کرنے کو سیکولرازم کی خلاف ورزی گردانے لگے، اُنھیں سیکولرازم کی ترقی اس میں نظر آنے لگی کہ ملک وملت کے غدار، انگریزوں کے اِن دلالوں کو ’’احمدیہ مسلم‘‘ لکھا جائے۔ اور تھیں دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث جیسے مسلمانوں کا فرقہ تصور کیا جائے۔

خدا کا شکر ہے کہ حالات اب تبدیل ہونے لگے ہیں یہاں تک کہ کادیانیوں کے بعض زرخرید صحافی وایڈیٹران کو چھوڑ کر تقریباً تمام ہی اُردو وہندی اخبارات میں اب کادیانیوں کو چھوٹے کاف سے نہ سہی لیکن بڑے قاف سے ’’قادیانی‘‘ لکھا جانے لگا ہے۔ ورنہ کچھ دنوں قبل دہلی میں ایک اخبار کے ایڈیٹر صاحب نے خود راقم سطور سے ایک موقع پر سوال کرلیا کہ جب کادیانی خود کو ’’احمدی مسلم‘‘ لکھتے پڑھتے ہیں تو اُنہیں ’’کادیانی‘‘ لفظ سے کیوں تعبیر کیا جاتا ہے یہ تو ان کے منشاء کے خلاف ہے۔

راقم سطور نے جواب دیا کہ ’’احمدیت‘‘ کا لفظ وجود پذیر ہی اس پس منظر میں ہوا تھا کہ ہندستان انگریزوں کے ہاتھ میں ہمیشہ کیلئے غلام رہے، صرف اور صرف اسی مقصد کی تکمیل کے لئے مرزا کادیانی نے مسلمانوں سے الگ ’’احمدیہ جماعت‘‘ بنائی تھی، پھر تو آپ کو چاہئے کہ اُن کی خواہش کے احترام میں ہندستان انگریزوں کے حوالے کرکے اُن لوگوں کو غدار لکھیں جنھوں نے ہندستان کو انگریزوں کے چنگل سے آزاد کرانے کی کوشش کی اور نام کے ’’احمدیوں‘‘ کی خواہش کے خلاف کیا۔ اگر لفظ احمدیہ کے استعمال میں ان کی خواہش کو ملحوظ رکھا جاتا ہے تو پھر دوسرے مواقع پر اس کی خلاف ورزی صحافت کی دنیا میں کیوں کی جاتی ہے؟۔ اور اگر صحافتی دنیا کو حقائق سے واقفیت نہیں تو بتائے جانے کے بعد بھی ’’احمدیہ مسلم‘‘ کا لاحقہ مرزائیوں کے ساتھ لگانے پر بے جا اصرار کیوں کیا جاتا ہے؟ اسی طرح مسلمانوں کے معبد کے لئے خاص لفظ ’’مسجد‘‘ کو مرزائیوں کے معبد پر استعمال کیوں کیا جاتا ہے؟ یا مرزائیوں کے پادریوں اور پنڈتوں کو ’’مبلغ، عالم، حافظ‘‘ وغیرہ اسلامی اصطلاحات سے کیوں تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیا یہ مٹھی بھر کادیانیوں کی خواہش کے احترام میں دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو قلبی اذیت دینے اور ان کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کی بات نہیں؟۔ مٹھی بھر مرزائیوں کا احترام صحافتی ذمہ داری میں سے ہے تو کروڑہا کروڑ مسلمانوں کا احترام کیوں نہیں کیا جاتا؟۔

چند اصطلاحات

نمبر	اسلامی اصطلاح	مرزائیوں کیلئے	نمونے کے طور پر استعمال کا طریقہ
۱	مذہب، اسلام مذہب، ہندو مذہب	فتنہ، تحریک، کادیانیت	مرزائی فتنہ، مرزائی تحریک، کادیانی تحریک، مرزائی فتنہ پر "مذہب" کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ اس سے لوگوں کو مغالطہ ہوتا ہے۔
۲	نبی، مجدد، مہدی،	مسیلمہ پنجاب انگریزوں کا دلال	مرزا کادیانی پر اُن الفاظ کی جگہ مسیلمہ پنجاب، انگریزوں کا دلال کہا جائے، مرزائی نبی، مرزائی مہدی وغیرہ کے استعمال سے بچا جائے۔
۳	وحی، الہام، کشف	اوہام	مرزا کادیانی کے اوہام و خیالات، وغیرہ۔ مرزا کے اوہام پر لفظ وحی یا الہام یا کشف کے استعمال سے گریز کیا جائے۔
۴	ملہم، صاحب وحی	جیوتشی، رمال	مرزا کادیانی ایک جیوتش تھا، جیوتشی تھا، منجم تھا، رمال تھا، وغیرہ یہ نہ کہا جائے کہ مرزا ملہم تھا، صاحب وحی تھا۔
۵	قرآن مجید	کتھا، گرنتھ، مرزائی رامائن	مرزائیوں کی رامائن، مرزائیوں کی کتھا سلوئی، یا مرزائیوں کا گرنتھ، مرزائیوں کی "تذکرہ" نامی کتاب کو قرآن سے تشبیہ نہ دی جائے۔
۶	قرآن مجید کی آیت میں ہے	منتر، اشلوک	مرزائی منتروں کا ملغوبہ تذکرہ نامی کتاب، مرزائی کتھا کا اشلوک ہے، منتر میں ہے، وغیرہ۔ مرزائی قرآن مرزائی حدیث نہ لکھا جائے۔
۷	حدیث شریف	بات، ہفوات، کتھا	مرزا کی بات، مرزا کی ہفوات، مرزا کی کتھا، مرزا کا کلام، مرزا کی باتوں کو حدیث سے تشبیہ نہ دی جائے۔ نہ لفظ روایت سے تعبیر کیا جائے۔
۸	روایت، حدیث شریف کی روایت ہے	کتھا، بات، قول	مرزا کی کتھا میں ہے، یہ مرزا کی کتھا ہے، وغیرہ، مرزا سے منقول کسی بات کو "روایت" کے لفظ سے تعبیر نہ کیا جائے۔
۹	حضور ﷺ کی سنت	طریقہ، کرتوت، عمل	مرزا کا طریقہ کار ہے، مرزا کی کرنی کرتوت ہے، مرزا کا عمل ہے، یہ بھی نہ کہا جائے کہ یہ مرزا کی "سنت" ہے۔

۱۰	خلیفہ،خلافت	گدی نشین، جانشین، پروہت	گدی نشین، مرزا کا پہلا گدی نشین، مرزا کا پہلا پروہت، مرزا کے گدی نشینوں کو خلیفہ، خلافت سے تعبیر نہ کیا جائے۔
۱۱	بیعت	گرو سے تعلق جوڑنا	فلاں نے مرزا کادیانی سے گرو تعلق جوڑا، سمبندھ قائم کیا، مرزائی وہ ہے جو مرزا کو گرو مانے، وغیرہ۔ لفظ بیعت استعمال نہ کیا جائے۔
۱۲	پیرومرشد	گرو،	گرو، مرزائیوں کے گرو، یہ کبھی نہ کہا جائے کہ مرزائیوں کے پیرومرشد نے یہ لکھا ہے بلکہ اس کی جگہ ''گرو'' کا لفظ استعمال کیا جائے۔
۱۳	مرید	ماننے والا	انویائی، ماننے والا، فالوورس، پروہت۔
۱۴	مسجد	مرزاڑا	مرزاڑا بر وزن ایمان بگاڑا، مرزائی معبد، مرزائی مندر مرزائی پوجا گھر، وغیرہ۔ مرزائیوں کیلئے لفظ مسجد کا استعمال ہرگز نہ کیا جائے۔
۱۵	مدرسہ، مکتب، دارالعلوم	مرزاشالہ، شکھشا گھر، اسکول	مرزاشالہ بروزن پاٹھ شالہ، مرزائی اسکول، مرزائی شکھشا گھر وغیرہ۔ مرزائی مدرسہ یا مرزائی مکتب نہ کہا جائے۔
۱۶	عالم، حافظ، معلم، مفتی مولانا	پنڈت، پادری پوپ	مرزائی پنڈت، مرزائی پوپ، مرزائی پادری، مرزائیوں کا دھرم گرو وغیرہ۔ مرزا عالم یا مرزائی مفتی نہ کہا جائے۔
۱۷	مبلغ، مولوی	پرچارک	مرزائیوں کا پرچارک، مبلغ کا لفظ ہرگز نہ استعمال کیا جائے۔
۱۸	امام،	پجاری	مرزائی پجاری، مرزائی پادری۔ مرزائی امام نہ کہا جائے۔
۱۹	مفتی صاحب نے یہ فتویٰ دیا	فیصلہ، جج منٹ	مرزائی پنڈت نے یہ فیصلہ دیا، جج منٹ دیا، وغیرہ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی نے فتویٰ دیا، فتویٰ کا لفظ نہ استعمال کیا جائے۔
۲۰	مسئلہ، مولانا نے یہ مسئلہ بتایا	قانون، دھرم قانون	مرزائی پادری نے یہ قانون بتایا، مرزائی پنڈت نے اپنے دھرم کی یہ شکھشا بتائی، وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی نے یہ مسئلہ بتایا۔
۲۱	نماز	پوجا، ایشور بھگتی	مرزائی روزانہ پوجا پاٹ کرتے ہیں، مرزائی ہون کرتے، مرزائی ایشور بھگتی کرتے ہیں۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی نماز پڑھتے ہیں۔

۲۲	مسلمانوں نے جمعہ یا عیدکی نماز پڑھی،	تیوہار، سالانہ پوجا	مرزائیوں نے ہفتہ واری پوجا کی ، تیوہار کا پوجا چڑھایا، سالانہ پوجا پاٹ کیا، وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائیوں نے جمعہ یا عیدکی نماز پڑھی۔
۲۳	اذان	پکار، آواز لگانا	پوجا کے لئے پکار، مرزائیوں نے اپنی پرارتھنا کیلئے الارم بجایا، پکار لگائی، مرزائی پوجا سے پہلے پکار لگاتے ہیں۔ آواز لگاتے ہیں۔
۲۴	روزہ	اُپواس اُپاسنا، برت	مرزائی اُپواس، رمضان میں مرزائی اُپاسنا کرتے ہیں، مرزائی برت رکھتے ہیں۔ یہودیوں کی طرح مرزائی بھی اُپاسنا کرتے ہیں۔ مرزائیوں کے لئے روزہ کا لفظ نہ استعمال کیا جائے۔
۲۵	حج	یاترا،	مرزائی یاترا، مکہ مدینہ یاترا کرنے جاتے ہیں، یاترا کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ نہ کہا جائے کہ حج کرنے جاتے ہیں عمرہ کرنے جاتے ہیں۔
۲۶	زکوۃ	دان، ٹیکس	مرزائی دان، مرزائی اپنا سالانہ ٹیکس ادا کرتے ہیں۔
۲۷	صدقہ، خیرات	دان پُن	دان پُن، مرزائی دان پُن کرتے ہیں، مرزائی پیسے دیتے ہیں وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی صدقہ کرتے ہیں، خیرات کرتے ہیں۔
۲۸	وفات، شہادت	مرنا، ہلاک ہونا	مرزائی مرگیا، مرزائی ہلاک ہوگیا، فی نار جہنم ہوگیا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی وفات پاگیا، شہید ہوگیا۔
۲۹	قبر، قبرستان، مقبرہ	گڑھا، مرگھٹ، مردہ گھر	مرزائی مرگھٹ، مرزائی سمسان گھاٹ، مرزائی مردہ گھر، گڑھا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی کو قبرستان یا قبر میں دفن کیا گیا۔
۳۰	جنازہ جارہا ہے	مردہ، ارتھی، لاش	مرزائی مردہ جارہا ہے۔ مرزائی لاش جا رہی ہے، ارتھی جارہی ہے۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی کا جنازہ جارہا ہے۔
۳۱	دفن کیا گیا	دبایا گیا	گاڑ دیا گیا، زمین میں دبا دیا گیا، گڑھا کھود کر ڈال دیا گیا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی کو دفن کیا گیا۔

۳۲	کفن پہنایا گیا، غسل دیا گیا	نہلا کر لپیٹا گیا	مرزائی مردہ نہلا کر کپڑے میں لپیٹا گیا، کپڑا اوڑھایا گیا، پانی سے دھویا گیا پانی بہایا گیا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی کو کفن دیا، غسل دیا۔
۳۳	جنازے کی نماز ادا کی گئی، جنازہ پڑھا گیا	پوجا کی رسم	مرزائی مردے پر پوجا کیا، مردے پر پوجا کی رسم ادا کی گئی، وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے جنازے کی نماز پڑھی گئی۔
۳۴	اُم المومنین	مرزائی ماتا	مرزا کی بیویوں کو، مرزائیوں کی ماں، یا مرزائی ماتا یا مرزا کی رکھیل کہا جائے جیسے ہندو کہتے ہیں گاؤ ماتا وغیرہ۔
۳۵	صحابی رسول ﷺ	حواری	مرزا کے حواری، مرزا کے ساتھی، مرزا کے یاردوست۔
۳۶	اُمت	ماننے والے	مرزائی فالوورز، مرزا کے ماننے والے پروہت۔
۳۷	جلسہ، اجلاس، اجتماع	میلہ، سبھا	مرزائی میلہ، مرزائی سمیلن، مرزائی میلہ استقل، مرزائیوں کی سالانہ سبھا کادیان میں مرزائیوں کا سالانہ سمیلن ہوا۔ جلسہ یا اجتماع کا لفظ نہ استعمال کیا جائے کیوں کہ اس سے مسلمانوں کو دھوکہ لگتا ہے۔
۳۸	محمد خالد، محمد احمد، عبداللہ، عبدالرحیم وغیرہ	صرف خالد، صرف عبدو	خالد مرزائی، شری احمد مرزائی، عبدو مرزائی، ظفرو مرزائی، وغیرہ۔ جہاں تک ممکن ہو محمد، احمد، اللہ، دین رحمٰن رحیم وغیرہ نام کے شروع یا آخر میں نہ لگایا جائے۔ کلیم الدین کی جگہ کلیم مرزائی کہا جائے۔
۳۹	دعا مانگی	پراتھنا	مرزائیوں نے منتر پڑھ کر پرارتھنا کی، ہاتھ اٹھا کر منتر پڑھا وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائیوں نے دُعا مانگی۔
۴۰	السلام علیکم	آداب، ہداکم اللہ	ہداکم اللہ، اللہ تمھیں ہدایت دے۔ آداب عرض ہے وغیرہ
۴۱	قربانی	بلیدان	مرزائیوں نے بلیدان کیا، بلیدان چڑھایا، جانور چڑھایا، پوجا کے دن جانور بلی کیا، وغیرہ یہ نہ کہا جائے کہ قربانی کے دن جانور کی قربانی کی۔
۴۲	ذبیحہ، جانور ذبح کیا	کاٹا گیا، جھٹکا کیا	مرزائیوں نے جانور کاٹا، مرزائیوں کا کاٹا ہوا مردار جانور، بیاہ کے دن جانور کاٹا، جھٹکا کیا، وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے ذبح کیا۔

۴۳	نکاح	شادی، بیاہ	ایک مرزائی کی شادی دوسرے مرزائی سے ہوئی، بیاہ ہوا، پھیرے کی رسم ادا ہوئی وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے کہ مرزائی کا نکاح ہوا، یا نکاح کیا۔
۴۴	خطاب، بیان، وعظ تبلیغ	بھاشن	مرزائی نے اپنے بھاشن میں یہ کہا، ایک جگہ مرزائیوں کا بھاشن ہوا، مرزائیوں نے اپنے سمیلن میں بھاشن دیا، وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے مرزائیوں نے وعظ کہا یا بیان کیا یا تبلیغ کی۔
۴۵	فرشتے	بھوت، شیطان	مرزائی شیاطین نے مرزا کو یہ بتایا، مرزائی بھوتوں نے مرزا کو یہ منتر سکھایا، وغیرہ۔ یہ نہ کہا جائے مرزائی فرشتوں نے الہام کیا۔
۴۶	وصیت	دان پُن	کسی مرزائی نے مرنے سے پہلے یا مرنے کے بعد دان کیا
۴۷	خطبہ جمعہ	بھاشن	جمعہ کے دن پوجا میں بھاشن دیا، کچھ اشلوک پڑھے وغیرہ۔
۴۸	خطبہ نکاح	بھاشن	شادی میں مرزائی نے بھاشن دیا، منتر یا کچھ اشلوک پڑھے وغیرہ۔
۴۹	عقیدہ	خیالات ونظریات	مرزائیوں کے خیالات یہ ہیں، نظریات یہ ہیں، وغیرہ۔ لفظ عقیدہ میں ایک اہمیت اور وزن ہے وہ لفظ خیال میں نہیں، اس لئے مرزائیوں کے لئے خیالات واوہامات وغیرہ الفاظ استعمال کیے جائیں۔
۵۰	اسلامی مہینے اور ہجری	مرزائیوں کے الگ	مرزائیوں نے خود اپنا کیلنڈر مسلمانوں سے الگ بنا رکھا ہے۔

ختم نبوت کانفرنس کلی مروت

عالمی مجلس ضلع کلی مروت نے ۲۹ رمارچ ۲۰۱۴ء بروز ہفتہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا۔ جس میں مرکزی اور صوبائی قائدین نے شرکت کی اور بیانات فرمائے۔ مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا خواجہ خلیل احمد، حاجی امیر صالح خان، مولانا محمد انور اور مقامی علمائے کرام نے بیانات فرمائے۔ اکابرین ختم نبوت کا تذکرہ، ملکی اسمبلیوں میں قادیانیوں کے خلاف پیش رفت اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ وقت کی اہم ضرورت، تقریروں کے اہم موضوعات تھے۔ کانفرنس نہایت تزک واحتشام سے منعقد ہوئی۔ شیخ الحدیث مولانا محمد امین، مولانا سیف اللہ جان، مولانا حسین احمد، مولانا عبدالرحیم (امیر جے یو آئی کلی مروت)، مولانا سمیع اللہ کے دیگر جید علماء کرام، طلباء وعوام نے شرکت فرمائی۔ اختتامی دعا حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد صاحب نے فرمائی۔

قادیانیوں سے بائیکاٹ کیوں؟

قسط نمبر:2

مولانا غلام رسول دین پوری

سب سے بڑے ظالم اور دجال وکذاب کون؟

اس آیت مبارکہ میں تین شخصوں کو سب سے بڑا ظالم وکذاب کہا گیا ہے:

۱...... جو شخص خدا تعالیٰ پر جھوٹا الزام لگائے۔ خدا کا شریک بنائے اور بتائے، خدا کی اولاد ثابت کرے (جیسے یہود و مشرکین) اور یا یہ کہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا وغیرہ، یہ بہت بڑا ظالم اور کذاب ہے۔

۲...... جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میری طرف خدا تعالیٰ کی وحی آتی ہے (جیسے مسیلمہ وغیرہ نے کہا)۔ حالانکہ اس کی طرف وحی نہیں آتی۔ اس لئے کہ وحی کا سلسلہ (آنحضرت ﷺ پر) ختم ہے۔ یہ شخص بہت بڑا ظالم اور کذاب ہے۔

۳...... جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں بھی اس قسم کی چیز نازل کر سکتا ہوں جیسی اللہ تعالیٰ نازل کرتا ہے۔ (جیسے نضر بن حارث وغیرہ نے کہا) یہ بہت بڑا ظالم اور کذاب ہے۔

یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کا دعویٰ مذکورہ تین نمبروں میں ذکر کیا گیا ہے (مزید تسلی کے لئے ملاحظہ ہوں!)

۱...... تفسیر الخازن ص۱۳۵،۱۳۶ ج۲، ۲...... تفسیر روح البیان ص۸۷ ج۳، ۳...... تفسیر البغوی ص۱۱۵ ج۲، ۴...... تفسیر الکبیر ص۶۶،۶۷ ج۵، ۵...... ابن کثیر ص۵۹ ج۳، ۶...... التفسیر المظہری ص۲۶۸ ج۳، ۷...... روح المعانی ص۲۲۲ ج۷، ۸...... تفسیر الکشاف ص۴۴ ج۲ وغیرہ صرف ایک تفسیر کی عبارت نقل کی جاتی ہے، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لکھتے ہیں: ''خدا پر بہتان باندھنے سے شاید یہ مراد ہے کہ خدا کی طرف ان باتوں کی نسبت کرے جو اس کی شان رفیع کے لائق نہیں۔ مثلاً کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے یا بیوی بچے تجویز کرے یا یوں کہے...... اس بندوں کی ہدایت کا کوئی سامان نہیں۔ ۳...... کیا؟ ایسا کہنے والا سخت ظالم ہے اسی طرح جو شخص نبوت و پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کرے یا یہ ڈینگ مارے کہ خدا کے جیسا کلام تو میں لا سکتا ہوں...... یہ سب باتیں انتہائی ظلم اور دیدہ دلیری کی ہیں۔'' (تفسیر عثمانی ص۱۸۵) یہ عبارت یوں سمجھیں کہ جملہ تفاسیر کا حاصل اور خلاصہ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا کوئی ایسا شخص بھی آیا ہے؟ جس نے مذکورہ تینوں اشخاص کے دعاوی کئے ہوں؟ تو ملاحظہ فرمائیں!

مرزا غلام احمد سب ظالموں سے بڑا ظالم

جب تاریخ اسلام اور تاریخ انسانیت کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو مرزا قادیانی سے بڑا ظالم، بڑا افتراء پرداز، بڑا کذاب اور دجال کوئی نظر نہیں آتا اس لئے کہ اس ملعون نے مذکورہ تین اشخاص کے دعووں سے بھی آگے بڑھ کر اتنے بڑے دعوے کئے کہ ''تکاد السمٰوٰت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدًا'' ﴿ابھی آسمان پھٹ پڑیں اور شق ہو جائے زمین اور گر پڑیں پہاڑ (دعاوی مرزا سے)﴾

اب مرزا قادیانی کی چند عبارات نقل کی جاتی ہیں جن سے اس کا سب سے بڑا ظالم اور دجال وکذاب ہونا سمجھا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... ’’میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں۔ میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں اور نہ میرا ارادہ باقی رہا نہ خطرہ۔ اسی حال میں میں نے کہا کہ ہم ایک نیا نظام، نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ پس میں نے پہلے آسمان اور زمین اجمالی شکل میں بنائے جن میں کوئی تفریق اور ترتیب نہ تھی۔ پھر میں نے ان میں جدائی کردی اور ترتیب دی اور میں اپنے آپ کو اس وقت ایسا پاتا تھا کہ میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا’’انا زینا السماء الدنیا بمصابیح ‘‘پھر میں نے کہا ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پس میں نے آدم کو بنایا۔ اور ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا۔ اور اس طرح سے میں خالق ہوگیا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴،۵۶۵، خزائن ج۵)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے چند دعوے کئے ہیں۔ ۱...... میں یقیناً اللہ ہوں۔ ۲...... میں نے نیا نظام، نیا آسمان، نئی زمین بنائی۔ ۳...... میں نے آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین کیا۔ ۴...... میں قادر ہوں۔ ۵...... میں نے آدم کو بنایا۔ ۶...... میں نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ ۷...... میں نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا۔ ۸...... میں خالق ہوں۔ سرسری طور پر اس چھوٹی سی عبارت میں اس بہت بڑے ظالم نے آٹھ دعوے اگل دیئے ہیں۔ اگر دیگر عبارات کو دیکھیں گے تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ مرزا قادیانی کی شیطانی روح برقی رفتار سے بھی تیز اس قدر تھی کہ ایک سانس میں اتنے دعوے کرجاتا تھا کہ شیطان جیسا سریع السیر (تیز رفتار) بھی گنتی سے قاصر رہ جاتا ہے۔ بس! مرزا قادیانی کا حال تو’’خوردن از من ولقمہ شمردن از تو‘‘(کہ کھانا میرا کام اور لقمے گننا تیرا کام) کی طرح ہے۔ بہرحال! ان آٹھ دعوؤں کو بغور دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا کفر فرعون ونمرود سے کہیں بڑھا ہوا نظر آتا ہے۔

اس لئے کہ فرعون ونمرود نے تو صرف ربوبیت کا دعویٰ کیا تھا۔ آسمان وزمین، آدم وانسان کی تخلیق کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ یہ بدبخت (مرزا قادیانی) تو ان کے بھی کان کتر گیا۔ اس لئے تو اس’’علیم بذات الصدور ‘‘نے روز ازل سے اس ملعون کے لئے’’من اظلم ‘‘(مرزا سے کون بڑا ظالم؟) کی سند تیار کررکھی تھی۔ مرزا نے اپنے آپ کو اس کا مستحق سمجھ کر حاصل کرنے میں سبقت لے لی۔ فرعون ونمرود اور شیطان کی آنکھیں بعد میں کھلیں۔ اور متحیر دیکھتی رہ گئیں کہ کون ہے جو ہم سے بازی لے گیا؟ جبکہ مسلمان کا صدیوں سے یہ عقیدہ چلا آرہا ہے کہ کائنات کا خالق اللہ، ہر چیز پر قادر وہی، آدم وبنی آدم کے خالق ومالک وہی، آسمان وزمین اور جملہ مخلوق اس کی تخلیق ہے۔

۲...... ’’واعطیت صفۃ الافناء والاحیاء‘‘ ﴿کہ مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔﴾

(خطبہ الہامیہ ص۲۳، خزائن ج۱۶ ص۵۵،۵۶)

مسلمانوں کی آخری کتاب (قرآن مجید) یہ کہتی ہیں کہ’’یحی ویمیت ‘‘(اللہ ہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔) اللہ کی ذات وحدہ لاشریک لہ ہے۔ اور اللہ کا چیلنج ہے’’کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا

فاحیاکم ”﴿تم اللہ کے منکر کس طرح ہو سکتے ہو؟ جبکہ تم بے جان تھے پھر اس نے تمہیں جاندار کیا۔﴾ اس طرح کی بیسیوں آیات ہیں جن پر صدیوں سے امت مسلمہ قائم ہے۔ اور روزمرہ کی تعزیتوں میں مسلمان ان جملوں سے ایک دوسرے کو یوں تسلی دیتے ہیں۔ ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ ﴿ہم سب اللہ کی مخلوق اور ہم سب اسی کے پاس جانے والے ہیں۔﴾ ”ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطیٰ“ ﴿جو لیا وہ اللہ کا تھا اور جو دیا وہ بھی اسی کا۔﴾ مرزا قادیانی ملعون سینہ تان کر کہتا ہے کہ ”فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت مجھے دی گئی۔“

۳...... ”انت بمنزلۃ ولدی“ ﴿اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔﴾

(حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

قرآن بتاتا ہے کہ یہود نے ”نحن ابناء اللہ“ کا دعویٰ کیا تو خدا نے انہیں کافر کہہ کر دائمی جہنم کا تمغہ دے کر قیامت تک کے لئے مغضوب علیہم وغیرہ قرار دیا۔ اب آپ فیصلہ کریں کہ کیا مرزا قادیانی ”من اظلم“ ﴿کون بڑا ظالم﴾ اور ”عذاب الھون“ ﴿ذلت کا عذاب﴾ کا ابھی بھی مستحق نہیں؟ سچ ہے: ”حق بحقدار رسید“

۴...... ”یحمدک اللہ من عرشہ، یحمدک اللہ، ویمشی الیک“ ﴿خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے، خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔﴾ (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص۵۵)

اب یہ عقیدہ تو مرزائی حل کریں کہ کیا مرزا قادیانی کی خدا سے ملاقات ہوئی؟ ہوئی تو کہاں؟ اور اللہ نے جو تعریفی کلمات کہے وہ کون سے ہیں؟۔

۵...... ”انت اسمی الاعلیٰ“ ﴿(اے مرزا) تو میرا سب سے بڑا نام ہے۔﴾ (تذکرہ ص۳۹۲ طبع سوم)

حضرات ناظرین وقارئین گرامی قدر! یہاں تو مرزا قادیانی نے کفر ودجل کی انتہا کردی ہے۔ اور مسلمانوں وجملہ ارباب مذاہب پر غضب ڈھادیا کہ ”میں خدا کا اعلیٰ نام“ ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے مبارک نام قرآن پاک واحادیث مبارکہ میں موجود ہیں۔ اور ہر مسجد، ہر مدرسہ، ہر شہر، ہر خانقاہ میں لکھے ہوئے موجود ہیں اور ہر بزرگ، ہر عالم، ہر قاری، ہر بچہ کی زبان وقلب پر ہیں، عوام بھی انہیں دیکھ اور سن کر چشم وگوش کو منور کرتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی ملعون ودجال ”اللہ سبحانہ وتقدس“ کی ذات پر بہت بڑا الزام اور افتراء باندھ کر بک رہا ہے کہ خدا کا ایک نام ”مرزا غلام احمد“ بھی ہے۔ قادیانیو! تعصب کی عینک اتار کر اور انصاف کا چشمہ لگا کر راہ ہدایت کی تلاش میں سر جھکا کر خدا را آجائیں۔ اب بھی مرزا کے دجل وکفر اور بہت بڑے ظالم ہونے میں کوئی شبہ ہے؟

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

پھر بھی یہ پانچویں عبارت نہیں سمجھ آتی تو اللہ کے ”اسماء حسنیٰ“ کو ایک مرتبہ نہیں لاکھ مرتبہ پڑھو اور دیکھو! کیا کہیں ان ”اسماء حسنیٰ“ میں خدا تعالیٰ کا نام ”غلام احمد“ لکھا ہوا ہے؟

۶...... ”سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“ (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

۷…… ’’خدا نے آج سے بیس برس پہلے ’’براہین احمدیہ‘‘ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

۸…… ’’میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔‘‘ (براہین احمدیہ پنجم ص۵۳، حاشیہ خزائن ج۲۱ ص۶۸)

۹…… ’’قرآن زمین پر سے اٹھ گیا، میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۳۱، ۷، خزائن ج۳ ص۴۹۳)

۱۰…… ’’ما انا الا کالقرآن وسیظهر علیٰ یدی ما ظهر من الفرقان ‘‘(میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور قریب ہے کہ میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ کہ فرقان سے ظاہر ہوا۔) (تذکرہ ص۶۷۴ طبع سوم)

ان آخری پانچ عبارات سے مرزا قادیانی کے چند دعاوی مفہوم ہوتے ہیں۔ ۱…… دعویٰ رسالت، ۲…… میں بعینہ محمد رسول اللہ ہوں۔ ۳…… دعویٰ وحی الٰہی کے اترنے کا، ۴…… دعویٰ مسیحیت، ۵…… موجودہ قرآن وہ قرآن نہیں جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اس کے مقابلہ میں میں قرآن لایا ہوں۔ ۶…… میں خود قرآن ہوں۔ ۷…… میں قرآن کے مثل لانے پر قادر ہوں۔ ۷…… چنانچہ قرآن پاک کے مقابلہ میں اس ملعون نے ’’تذکرہ‘‘ لکھا ہے جسے مرزا قادیانی کی کشوف والہامات اور وحی کا مجموعہ کہا اور مانا جاتا ہے، آپ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صرف قرآن پاک کو ’’کلاّ انها تذکرة ‘‘(بے شک یہ قرآن ایک تذکرہ ہے۔) فرمایا ہے۔ اور مرزا قادیانی نے قرآن کے مقابلہ میں ’’تذکرہ‘‘ پیش کیا۔

قارئین کرام! قرآن پاک کی آیت مبارکہ کو بغور پڑھیں گے تو یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے جن تین قسم کے آدمیوں کے متعلق فرمایا ہے کہ ’’ان سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں۔‘‘ ان تینوں کا مجموعہ بلکہ ان سے بڑھ کر مرزا قادیانی ہے۔ جس نے اتنے جھوٹے اور بڑے دعوے کئے کہ تاریخ اسلامی اور تاریخ انسانیت میں اس جیسا بڑا دجال وکذاب کوئی نظر نہیں آتا۔ لہٰذا جو سزا اللہ تعالیٰ نے مذکورہ تین قسم کے آدمیوں کی ذکر فرمائی ہے۔ اس سے کہیں بڑھ کر سزا اور وعید مرزا کے لئے ہے۔

ختم نبوت کانفرنس پاکپتن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سالانہ ختم نبوت کانفرنس بمقام جامعہ حنفیہ فریدیہ جامع مسجد خاتم النبیین میں ۲۶؍مارچ کو بعد نماز مغرب منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا مفتی عمار شاہد نے کی۔ نقابت کے فرائض مولانا عبدالحکیم نعمانی اور مولوی محمد یوسف نے سرانجام دیئے۔ تلاوت قاری معاذ نے کی۔ کانفرنس میں مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مفتی محمد عمار شاہد، مولانا مقصود احمد، مولانا محمد الیاس گھمن، مولانا طلحہ ایوب حیدری، مولانا ممتاز احمد، قاری محمد انور، مولانا محمد یوسف محمودی، مولانا رشید احمد، مولانا نثار بیگ، مولانا بشیر احمد عثمانی سمیت متعدد علماء کرام نے شرکت وخطاب کیا۔ کانفرنس میں اڈہ رنگشاہ اور چک سردول میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے۔

آئی جو خوشبو محبت کی ...... سرحد پار سے

مفتی اشرف عباس قاسمی، استاذ دارالعلوم دیوبند

۶/اپریل ۲۰۱۴ء کی شام جب کہ پورے مغربی یوپی کا انتخابی درجہ حرارت اپنے عروج پر تھا۔ دیوبند اور اس کے اطراف میں سیاسی لیڈران کی اپنے حریف کو پٹخنی دینے اور بازی مار لے جانے کے لئے ہر ممکن حربے استعمال کرتے اور ووٹروں کو لبھاتے نظر آرہے تھے کہ ٹھیک اسی وقت پڑوسی ملک پاکستان سے امن ومحبت کی خوشبو لٹانے، اپنی عظمت وعقیدت کے پھول نچھاور کرنے اور عرصۂ دراز سے دلوں میں مچل رہے شوق دید کی تسکین کے لئے اہل علم ودانش کا کارواں، جی ٹی روڈ کی طرف واقع باب الداخلہ سے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہورہا تھا۔ دارالعلوم نے اپنے ان روحانی فرزندوں اور محبت کے سفیروں کے لئے دیدہ ودل فرش راہ کررکھے تھے۔ اساتذہ وطلبہ سراپا اشتیاق تھے۔ استقبالیہ کلمات اور خیر مقدمی نعروں سے پوری فضا گونج رہی تھی، قافلے پر بھی عجیب کیفیت طاری تھی وہ بار بار جھک جھک کر دارالعلوم کو سلام عقیدت پیش کررہے تھے۔ اُن کی نمناک آنکھیں، وفور جذبات سے گنگ زبانیں عجیب کہانی سنارہی تھیں۔ ایک ایسی کہانی جو درد وکرب اور خوشی ومسرت کا خوشگوار آمیزہ تھی۔ درد اس بات کا تھا کہ دارالعلوم دیوبند ان کے لئے مرکز عقیدت ہے۔ اور جو صرف ہندوستان کا سرمایہ نہیں بلکہ اسلامیان عالم کا سرمایہ ہے لیکن اپنے دل میں بسنے والے اس ادارے کو چشم ظاہر سے دیکھنے کے لئے کتنے مراحل طے کرنے پڑے۔ تقسیم وطن اور اس کے بعد کے مخصوص سیاسی حالات نے اپنوں کے درمیان کیسی دیوار کھڑی کردی ہے۔ اور مسرت اس بات کی تھی کہ ہزار صبر آزما مراحل کے بعد سہی، یہاں کی آمد ہمارا مقدر تو بن گئی۔

اس قافلے میں جو پاکستان کے سرکردہ علماء، صلحاء اور مشائخ پر مشتمل تھا جس میں عالم اسلام کی مشہور شخصیت شیخ الحدیث علامہ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مہتمم جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی بھی تھے۔ اور پاکستان کے سب سے بڑے دینی ادارے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ بھی، ہندوستان کی جنگ آزادی میں نمایاں رول ادا کرنے والے مجاہدین کی اولاد واحفاد بھی تھے، تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی بھی۔ غرضیکہ علم وعمل اور جہد وعزیمت کی ایک پوری کہکشاں تھی جس کی جگمگاہٹ سے افق دیوبند روشن ہورہا تھا۔ اتنی بڑی تعداد میں خالص علمی شخصیات کو ہندوستان کا ویزہ دیا جانا حکومت ہند کا وہ حوصلہ مندانہ اقدام ہے جس سے دونوں ملکوں کے اہل علم ودانش میں بہت مثبت پیغام گیا ہے۔ لیکن یہ سب ممکن ہوسکا ہے۔ جمعیت علماء ہند کے صدر عالی وقار اور کاروان ملت اسلامیہ کے قافلہ سالار حضرت مولانا سید ارشد مدنی صاحب کی جہد مسلسل اور عمل پیہم سے، مولانا کو حکومتی اور عوامی حلقوں میں خاص اعتبار ووقار حاصل ہے۔ اس لئے مولانا کی حیثیت عرفی کا لحاظ کرتے ہوئے حکومت بہ ظاہر ایک انتہائی مشکل کام کے لئے راضی ہوگئی یہی وجہ ہے کہ وفد کا ہر رکن اپنے آپ کو مولانا کا رہین منت محسوس کررہا تھا۔ اس سے پہلے بھی مولانا کی سرگرم کوششوں سے حرم کی

کے امام محترم شیخ عبدالرحمٰن السدیس وشیخ سعود بن ابراہیم الشریم اور مملکت سعودی عرب کے وزیر مذہبی امور شیخ صالح بن عبدالعزیز نے ایک بڑے وفد کے ہمراہ دارالعلوم کا دورہ کیا اور کھلی آنکھوں اس کی خدمات کا مشاہدہ کیا۔

مولانا ارشد مدنی اپنی علمی ورفاہی خدمات، مظلوموں کی اشک شوئی، بے گناہوں کی باعزت رہائی، خانماں برباد لوگوں کی بازآبادکاری اور ملک کے سیکولرازم کو بچانے کے لئے فرقہ پرست طاقتوں کے خلاف منظم لڑائی کے حوالے سے اپنی ایک خاص شناخت رکھتے ہیں لیکن عالمی مسائل سے دلچسپی، رابطہ عالم اسلامی کی رکنیت اور دوسرے ملکوں سے ہندوستان کے علمی وثقافتی تعلقات کے استحکام کے لئے جو وہ مسلسل کوششیں کر رہے ہیں اس نے ان کو زبردست آفاقیت اور عالمی سطح پر محبوبیت عطا کردی ہے۔ جس کا اندازہ استقبالیہ تقریب میں وفد کے اراکین کے تاثرات سے بھی ہو رہا تھا۔ اس تقریب میں رسم تشکر کی ادائیگی کے علاوہ گفتگو کا پورا محور محبت اور علم تھا۔ مولانا ارشد مدنی صاحب نے بھی واضح کیا کہ یہ حضرات خالص علمی دینی شخصیات ہیں جو ملک میں اپنا خاص اثرورسوخ رکھتے اور مسلک حق ومسلک اعتدال کے صحیح ترجمان ہیں، ان حضرات نے اپنی تقریروں میں پورے خطہ برصغیر میں دارالعلوم دیوبند کے زبردست اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے بتلایا کہ پاکستان کے بیس ہزار مدارس جہاں زیر تعلیم طلبہ کی تعداد ۲۲ لاکھ سے متجاوز ہے جو سرکاری سروے کے مطابق پاکستان کے مجموعی مدارس کا ۸۵ رفیصد ہیں یہ سب مدارس وہ ہیں جو دارالعلوم کے خوشہ چیں ہیں اور دارالعلوم کی طرف انتساب کو فخر وسعادت خیال کرتے ہیں۔

دراصل تقسیم ملک سے پہلے موجودہ پاکستان کے طلبہ کی بڑی تعداد دارالعلوم کا رخ کرتی تھی لیکن تقسیم نے ایک ایسی کھائی پیدا کردی ہے جسے پاٹ کر دارالعلوم تک پہنچنا ہزار خواہش کے باوجود اس خطے کے مستفیدین کے لئے ممکن نہیں رہا۔ اس صورت حال کی نزاکت کا خیال کرتے ہوئے پاکستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے سیکڑوں فضلاء دارالعلوم نے اپنی دینی ذمہ داری کا خیال رکھا اور مدارس ومکاتب کا جال بچھا دیا۔ اس طرح رشد وہدایت کے سوتے جاری ہوئے اور درجنوں دارالعلوم، پاکستان کو اپنی خدمات فراہم کرنے لگے ان سب کے باوجود ہزاروں تشنگان علم کے دلوں میں یہ خواہش انگڑائی لیتی رہتی ہے کہ کاش وہ براہ راست دارالعلوم دیوبند سے استفادہ کر پاتے، لیکن عجیب بات ہے ہمارے ملک میں عصری جامعات کے لئے غیرملکی طلبہ کو ویزا آسانی سے فراہم ہو جاتا ہے لیکن دینی مدارس کے نام پر طلبہ کو لوہے کے چنے چبانے پڑتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ ہندوستان سے علم حاصل کر کے جائیں تو یقیناً ملک کی نیک نامی میں اضافہ ہوگا۔ اور اس سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ سرحد کی وہ دیوار جسے ہم نے اپنی غلط پالیسیوں اور اس سے زیادہ غلط فہمیوں کی وجہ سے بہت زیادہ اونچی کر دیا ہے اس کی اونچائی کم کر کے دونوں طرف کے عوام کو یہ کھلا موقع دیا جائے کہ وہ آپس میں زیادہ علم وثقافت کا تبادلہ کر سکیں، ایک دوسرے کے ساتھ کھلے ذہن اور کھلے دل کے ساتھ ملیں اور محبت کی خوشبوئیں لٹا سکیں۔ کم ازکم پاکستان کے موجودہ موقر وفد کی آمد سے یہ امید بڑھی ہے کہ شاید برف پگھلے گی۔ رکاوٹیں ختم ہوں گی اور نفرت کی دیواریں منہدم ہو کر باہمی اعتماد ومحبت کے نئے تاج محل تعمیر کئے جائیں گے اور حضرت مولانا ارشد مدنی جیسی ذمہ دار شخصیتیں اس حوالے سے اپنا سرگرم رول ادا کرتی رہیں گی۔

ان کا جو کام ہے وہ اہل سیاست جانیں   میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہنچے

عظیم الشان فقید المثال ختم نبوت کانفرنس لاہور

مولانا محمد رضوان عزیز

انسانوں کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جذبات کا بحر ناپیدا کنار، ایک خاص لگن اور شوق سے آج مورخہ ۱۲ راپریل کو جامعہ مدنیہ جدید میں جمع تھا اور جامع کی وسیع وعریض زمین باوجود اپنی وسعت کے تنگ دامنی کا گلہ کر رہی تھی۔ آج سے کم وبیش ایک صدی قبل سرزمین ہندوستان میں ایک شخص نے دعوئی نبوت کیا نہ جانے اس پر کیا خبط سوار تھا کہ امت مسلمہ کے ایسی اجماعی عقیدہ پر حملہ آور ہوا۔ جسے اسلام کی نظریاتی اور جغرافیائی اساس قطعاً برداشت نہیں کرتی۔ اس مردم خیز زمین سے اسے بھی کچھ سوختہ ایمان کمبخت، حرماں نصیب پیروکار مل گئے۔ اس لئے عربی کا مقولہ ہے۔''لکل ساقطة لاقط'' ہر گری پڑی چیز کوئی نہ کوئی اٹھانے والا ہوتا ہے۔۱۹۰۱ء میں اس کے دعوئی نبوت سے لے کر ۱۹۷۴ء تک امت مسلمہ کی جہد مسلسل نے اس فتنے کی حقیقت کا بھانڈا بیچ چوراہے پھوڑ دیا اور دنیا کو پتہ چل گیا کہ مرزا غلام احمد کادیانی اور اس کے پیروکار پردہ سکرین پر ناچنے والی وہ پتلیاں ہیں جن کی ڈوران لوگوں کے ہاتھ میں ہے جن کے ہاتھ انبیاء علیہم السلام کے خون ناحق سے رنگے ہوئے ہیں۔ جب پاکستان کی پارلیمنٹ نے ہزاروں قربانیاں وصول کر لینے کے بعد مرزائیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو یہ محمد عربی ﷺ اور ان کے جانثاروں کی فتح تھی اور کادیانیت کے تابوت میں آخری کیل تھا۔ مگر مرزائیت اپنے پشت بانوں کی گود میں پناہ لے چکی تھی اور تاحال پینترے بدل بدل کر عقیدہ ختم نبوت پر نقب زنی کی کوشش کرتی رہتی ہے جسے محافظان ختم نبوت اپنی شبانہ روز محنت سے ناکام بنا کر حق ایمان ودین ادا کرتے رہتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی روایت ہے کہ وہ ہر سال ملک کے مختلف حصوں میں فقید المثال کانفرنسیں کرتی ہے۔ لاہور میں شاہی مسجد، شالیمار باغ، جامعہ اشرفیہ میں عظیم الشان کانفرنسوں کے انعقاد کے بعد اب جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ لاہور میں عظیم الشان کانفرنس منعقد کی گئی۔

۱۲ راپریل ۲۰۱۴ء کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہونے والی یہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس درحقیقت امت مسلمہ کے عقیدہ ختم نبوت سے والہانہ محبت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ اس بڑی کانفرنس کے انعقاد سے پہلے لاہور ڈویژن میں کم وبیش دوصد چھوٹے بڑے پروگرام اور دروس ہوئے جن میں مولانا عزیز الرحمن ثانی، مولانا عبدالشکور حقانی، قاری جمیل الرحمن اختر، مولانا قاری علم الدین شاکر، جناب پیر رضوان نفیس، مولانا عمر حیات، مولانا امجد خان، قاری نذیر احمد، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا اللہ وسایا، مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا ریاض وٹو اور مولانا عبدالنعیم وغیرہ کی خدمات قابل ذکر ہیں اور اس کانفرنس کی تیاری کے لئے ان مندرجہ بالا حضرات نے تقریباً ایک ماہ قبل سے ہی لاہور، قصور، چمبر، چونکی، بھائی پھیرو، ننکانہ، شیخوپورہ، کوٹ رادھا کشن، ہنڈال، رتی بھنڈی، رائے ونڈ، شاہدرہ، کاہنہ، کمن آباد، جوہر ٹاؤن وغیرہ میں دن رات ایک کر کے اس بڑی کانفرنس کو کامیاب بنانے کی محنت کی۔ بجا طور پر اس پرخلوص محنت کا ذکر کئے بغیر عصر حاضر کے خدام ختم نبوت کی تاریخ مکمل نہیں ہوگی۔

۱۲ راپریل ۲۰۱۴ء کو ختم نبوت کانفرنس کا باضابطہ آغاز بعد از نماز مغرب ہوا۔ عوام عصر سے ہی آنے شروع

ہو گئے تھے اور کچھ قافلے تھے جو ابھی جانب منزل رواں دواں تھے۔ پہلی نشست پیر رضوان نفیس خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہؒ کی صدارت میں ہوئی۔ جامعہ مدنیہ جدید کے طالب علم محمد عبداللہ نے اپنی خوبصورت آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کی اور جناب عمر فاروق صاحب نے حضرت رسالت مآب ﷺ کی خدمت میں ہدیہ نعت پیش کیا۔

بعد ازاں جناب حضرت قاری علیم الدین شاکر ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کا ایمان افروز بیان ہوا۔

دوسری نشست بعد از نماز عشاء انعقاد پذیر ہوئی۔ انسانوں کا تلاطم تھا۔ انسانوں کا ہجوم اور ہنگامہ لازم وملزوم ہوتے ہیں۔ مگر اتنا بڑا مجمع انتہائی نظم وضبط اکابرین کی آواز پر لبیک کہنے والے سرفروش اور تحفظ ختم کے لئے قربانی کی کسی بھی حد تک جانے والوں کا یہ جم غفیر پنڈال میں پہنچا۔ مگر مجال ہے جو ذرا سی بھی بدانتظامی کی شکایت آئی ہو۔ دوسری نشست کی صدارت جامعہ مدنیہ کے مہتمم وشیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں نے فرمائی اور سرپرستی امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نے فرمائی۔ مہمان خصوصی میں وہ عظیم ہستیاں تھیں جو ہر محفل میں جان محفل ہوا کرتی ہے۔ حضرت پیر ومرشد مفتی محمد حسن، پیر طریقت مولانا سعید الحسن دہلوی، ڈاکٹر محمد اویس، مولانا محب النبی اور حضرت مولانا نعیم الدین۔ تلاوت قرآن پاک کا شرف قاری مختار نے حاصل کیا اور جناب رسول کریم ﷺ کی شان میں ہدیہ عقیدت مولانا محمد قاسم گجر، مولانا شاہد عمران عارفی، صوفی عبیداللہ اور جناب سید سلیمان گیلانی نے پیش کیا۔ دوسری نشست میں حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری نے انتہائی دلنشیں انداز میں مسئلہ ختم نبوت اور تحفظ ختم نبوت کی تحریک کے اغراض ومقاصد کو بیان کیا اور پھر مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد یوسف خان، مولانا محمد رضوان عزیز، مولانا عبدالحق خان بشیر، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالشکور حقانی، سید محبوب شاہ گیلانی، مفتی محمد شاہد مسعود، مولانا عبدالشکور نقشبندی، مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ، مولانا اللہ وسایا، مولانا امجد خان، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مفتی کفایت اللہ اور دیگر حضرات نے خطاب فرمائے۔ سب کے بیانات پر مغز دلنشیں تھے۔ مرزائیت کی حقیقت کو اس طرح شاندار انداز سے واضح کیا کہ اس جعلی فرنگی ساختہ نبوت کے بارے میں عوام کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی۔ بقول اقبال۔

حرم نہیں ہے! فرنگی کرشمہ بازوں نے
تن حرم میں چھپا دی ہے روح بت خانہ

مولانا اللہ وسایا کے وجد آفرین خطاب نے تو مجمع پر رقت طاری کردی۔ مولانا اللہ وسایا عمر کے جس حصے میں ہیں وہاں قانون فطرت اپنے جوبن دکھا رہا ہے۔ طبعی عوارض یہ اجازت نہ دیتے تھے کہ عہد گزشتہ کو آواز دے کر وہی حالت شباب کا ساز بجایا جاتا۔ مگر آقا ﷺ کی محبت جو رگ وریشے میں رچی بسی ہے اس نے وہ سب کہلوایا جو وقت کا تقاضا تھا۔ راہروان عشق ومستی کے لئے نشان منزل تھا۔ مولانا نے کیا خوب فرمایا: ”تیرے عشق نچایا کر کے تھیا تھیا“ ایک عہد تھا جو بیت گیا۔ ایک لمحہ تھا جو گزر گیا۔ کہنے والے حال دل کہہ کر رخصت ہوئے۔ سننے والے درد دل لے کر روانہ، آقا کی ختم نبوت کا ترانہ گونجا اور صبح قیامت تک اس کی بازگشت سنائی دیتی رہے گی۔ جنگ یمامہ کے شہداء سے شہداء لاہور تک ان سرفروشوں نے ایسی تاریخ رقم کی ہے کہ کوئی مسیلمہ کذاب ہو یا مسیلمہ پنجاب اب اس کے سینگ نہیں سما سکتے:

خون دل دے کر نکھاریں گے رخ برگ گلاب
گلشن کے تحفظ کی قسم ہم نے کھائی ہے

ختم نبوت کانفرنس رحیم یار خان

مولانا مفتی محمد راشد مدنی

قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کے پیش نظر خانقاہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کے حکم پر چک ۳۵ پی رحیم یار خان میں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ تقریباً تین ماہ شبانہ روز محنت کی گئی۔ مختلف علاقوں میں علماء کرام معززین علاقہ کے بھرپور کامیاب اجلاس ہوئے۔ علاقائی جلسوں میں بیانات ہوئے۔ سب سے پہلا اجلاس جنوری میں مولانا غلام مدنی کے مدرسہ مدینۃ الاسلامیہ میں ہوا جس میں تیس میل تک تمام علاقائی ائمہ حضرات شریک ہوئے اور پھر یہ سلسلہ چک ۱۱۷ ون ایل، چک ۱۱۸ ون ایل، چک ۱۲۱ ون ایل، چک ۳۵ پی، بستی گل بہار، بیجہ، کوٹ سماب، موضع باغ و بہار، میں جاری رہا۔ علاقائی بیداری بڑھنا شروع ہوئی۔ تقریباً پچپن جامع مساجد میں مسلسل جمعہ کے بیانات میں اہل علاقہ کو ختم نبوت کی اہمیت اور جلسہ میں پہنچنے کا وعدہ لیا جاتا رہا۔ اسی دوران بستی فیضو تر موضع گل بہار میں جماعت ختم نبوت کی درخواست پر انتظامیہ نے دو چکوں پر قادیانیوں کو آئین کا پابند بنایا۔ راقم الحروف نے جمعہ کے بیانات میں قادیانیت کے کفر اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے متعلق آگاہی دی جس کے الحمدللہ! اہل علاقہ کے سادہ لوح مسلمانوں پر بہترین اثرات مرتب ہوئے۔ کانفرنس کے سلسلہ میں آخری اجلاس چک ۱۲۵ ایل میں واقع ختم نبوت کے مرکز مدرسہ ختم نبوت دارالقرآن میں حافظ مقصود کی زیر صدارت ہوا، جس میں چہار اطراف سے ائمہ حضرات، معززین علاقہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ کمیٹیاں بنائیں گئیں، ڈیوٹیاں تقسیم ہوئیں۔ یکم اپریل چک ۳۵ پی میں کانفرنس کا آغاز ہوا تو دیکھتے ہی دیکھتے اسی (۸۰) شامیانوں پر مشتمل پنڈال باوجود وسعتوں کے تنگی داماں کا سماں پیش کرنے لگا۔ تمام بستیوں سے لوگ بسوں، ٹرالیوں، موٹر سائیکل پر پہنچنا شروع ہوئے۔ حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی فرماتے ہیں بلکہ سرپرستی کا حق ادا فرماتے ہیں۔ انہوں نے اپنے مریدین کو مکتوب لکھ کر حکم نامہ جاری کیا کہ جہاں تک ممکن ہو کانفرنس کو کامیاب بنایا جائے اور تمام متعلقین کانفرنس میں شرکت لازمی سمجھیں۔ پنڈال سجا تو اکثریت کی رائے تھی ہم نے ضلع بھر میں اتنی بڑی کانفرنس کبھی نہیں دیکھی۔ کانفرنس کا نظم و نسق جامعہ تفسیریہ شمس العلوم رحیم یار خان کے طلبا نے حضرت مولانا خلیل اللہ جنرل سیکریٹری مجلس ختم نبوت رحیم یار خان کی زیر نگرانی مکمل طور پر ذمہ داری کو نبھایا۔

دارالعلوم دیوبند سے بھی زیادہ قدیم ادارہ جامعہ تفسیریہ شمس العلوم کی مکمل سرپرستی الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ ہے۔ دو بسیں جامعہ سے کانفرنس میں پہنچیں۔ اسی طرح حضرت درخواستیؒ کی یادگار جامعہ مخزن العلوم خان پور اور شہر خان پور سے احباب نہایت ولولہ کے ساتھ بسوں کی صورت میں جلسہ گاہ پہنچے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے لے کر حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا لال حسین اخترؒ، حضرت بنوریؒ، حضرت خواجہ خان محمدؒ تک ہر دور میں اکابرین مجلس ختم نبوت اور جامعہ مخزن العلوم کے اکابر اکٹھے چلے۔ جہاں حضرت درخواستیؒ رہے

مریدین کو مجلس ختم نبوت کے ساتھ جوڑتے رہے وہیں جانشین حضرت درخواستیؒ حضرت مولانا فضل الرحمن درخواستی ہمہ تن جماعت کی سرپرستی فرماتے ہیں۔ مدرسہ جامعہ قادریہ رحیم یار خان سے حضرت مفتی قاضی شفیق الرحمن کی زیر نگرانی بڑا قافلہ پنڈال پہنچا۔ یہ ادارہ بھی اول دن سے مجلس ختم نبوت کے اکابرین کا میزبان ادارہ ہے۔ الحمدللہ! آج بھی رحیم یار خان میں حضرت قاضی صاحب کی امارت میں مجلس ختم نبوت کا کام عروج پر ہے اور ان کے صاحبزادے قاضی جواد الرحمن صاحب ہی ہر وقت ختم نبوت کے کاز پر فکر مند رہتے ہیں۔ کانفرنس کو ابتدا حافظ مقصود احمد، قاری غلام یٰسین، معین عباسی، مولانا فضل الرحمن دین پوری، شاعر جمعیت عبدالرحمن ساجد نے سنبھالے رکھا۔ راقم الحروف نے بھی یہ ذمہ داری سرانجام دی۔

شاعر ختم نبوت سید سلمان گیلانی آج اپنے جوبن پر نظر آئے۔ ختم نبوت کے تحفظ کی ذمہ داری انہیں اپنے والد سے ملی۔ مولانا رضوان نے ختم نبوت کاز پر بہترین گفتگو فرمائی۔ مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری بھی آج اکابرین کی یادیں تازہ فرما رہے تھے۔ ان کے نورانی کلمات سونے کے بھاؤ تولنے کے لائق تھے۔ مجمع طلب کے ساتھ بیٹھے تو خطیب بھی دل کھول کر علمی ذوق سامعین کو مہیا کرتا ہے۔ حضرت کے بیان کے دوران مجمع سانس لینا بھول گیا۔ جناب عرفان محمود برق لاہور سے تشریف لائے، جب خطاب کے لئے احقر نے دعوت دی تو تاحد نظر سامعین نے فلک شگاف نعروں سے ان کا استقبال کیا۔ گھر کے بھیدی کی حیثیت سے انہوں نے جب قادیانیت کے متعفن لاشے سے غلیظ کیڑے دکھانا شروع کئے تو سامعین مرزائیت پر .... بے شمار کہنے پر مجبور ہوگئے۔ انہوں نے اپنی قبولیت اسلام کی کہانی اور بعد ازاں ظلم وستم کی داستان سنائی تو ہر آنکھ اشکبار تھی۔ انہوں نے قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہوئے کہا کہ اے قادیانیو! جھوٹے مرزے پر لعنت بھیج کر محمد عربی ﷺ کی غلامی میں آجاؤ۔ اسی میں دنیا اور آخرت کی عزت ہے۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے آج تاریخ ساز خطاب فرمایا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ان قادیانی بدنصیبوں کو دیکھو کتنے اونچے نبی امام الانبیاء، مقصود کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو چھوڑ کے مرزا لعین کی غلامی میں آگئے۔ اپنے مفصل خطاب میں انہوں نے بتلایا کہ قادیانیت دم توڑ رہی ہے۔ آئے روز مصدقہ اطلاعات ملتی ہیں کہ فلاں شہر میں اتنے اور فلاں شہر میں اتنے قادیانیوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ الحمدللہ! اب تک ہزاروں کی تعداد میں قادیانی مجلس ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر مسلمان ہو چکے ہیں۔ آخر میں درگاہ نقشبندیہ، مجددیہ عالیہ کے سجادہ نشین حضرت حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ نے اختتامی کلمات اور دعا فرمائی۔ حضرت خاکوانی مدظلہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر کے امیر بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے خطاب میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سراہا اور گاؤں گاؤں، بستی بستی بلکہ پوری دنیا میں ختم نبوت کا پیغام پہنچانے پر جماعت ختم نبوت کے اکابرین کو خوب دعائیں دیں۔ آخر میں درگاہ عالیہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں مسعود احمد دین پوری کی زیر سرپرستی تمام سامعین کی لنگر سے مہمان نوازی کی گئی۔ یقیناً کانفرنس کی کامیابی حضرت میاں صاحب کی توجہات اور دعاؤں کی مرہون منت تھی۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کا دورہ سندھ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ۱۴ر اپریل سے ۲۳ر اپریل تک سندھ کا دورہ کیا اور مختلف کانفرنسوں اور اجتماعات سے خطاب کیا۔ ۱۴ر اپریل کو سکھر، ۱۵ر اپریل کو نواب شاہ، ۱۶ر اپریل کو میرپورخاص میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن، مولانا قاضی احسان احمد، قاری کامران احمد، مولانا توصیف احمد، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا حفیظ الرحمٰن فیض اور مولانا شبیر احمد کرنالوی کے بیانات ہوئے۔ ۱۷ر اپریل کو کنری ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا محمد عیسیٰ سموں، مولانا احمد علی عباسی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا مختار احمد کے بیانات ہوئے۔ ۱۸ر اپریل کا جمعہ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے بخاری مسجد کنری میں پڑھایا۔ اسی روز شام کو مدرسہ خاتم النبیین سنجر چانگ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد عیسیٰ سموں، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا توصیف احمد، مولانا قادر بخش، مولانا راشد محبوب کے بیانات ہوئے۔ ۱۹ر اپریل کو مسجد فاروق اعظم حیدرآباد میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا ظہور احمد میمن، قاضی احسان احمد، مولانا محمد علی صدیقی، مولانا عبدالسلام، مولانا توصیف احمد کے بیانات ہوئے۔ اس کے بعد ۲۰ر تا ۲۲ر اپریل تک کراچی کا سفر ہوا۔

ختم نبوت سیمینار کھرڑاہ

۱۵ر اپریل بروز منگل کو جامعہ عربیہ شمس العلوم کھرڑاہ میں مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے علماء، طلباء سے خصوصی خطاب کیا۔ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا تجمل حسین حضرت کے ہمراہ تھے۔

ختم نبوت کانفرنس سکھر

۱۴ر اپریل بروز پیر مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر میں عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر انتظام بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز بعد نماز عشاء تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ نعت و نظم کے لئے حبیب الرحمٰن، محمد مسعود، عبدالسمیع عباسی اور راشد منگی نے پیش کی۔ کانفرنس سے مولانا عبدالستار حیدری مبلغ لاڑکانہ، مولانا مفتی سعود افضل، مولانا قاری خلیل الرحمٰن، مولانا تاج محمد چنہ جیکب آباد، مولانا محمد مسعود، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مولانا حبیب الرحمٰن ضیاء، علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس کی صدارت حضرت مولانا غلام اللہ بالیجوی نے فرمائی جبکہ سرپرستی آغا سید محمد شاہ نے فرمائی۔ علما کرام نے اپنے بیانات میں عقیدۂ ختم نبوت پر بھرپور تفصیلی گفتگو کی اور

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود سومرو کا بیان رات تقریباً ڈھائی بجے مکمل ہوا اور دعا کی۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اتنی رات بیت جانے کے باوجود مسجد کا صحن اسی طرح بھرا ہوا تھا جس طرح ابتداء میں تھا۔ یہ سب کرامت ہے ختم نبوت کی اور حاضرین کا وہ جوش وجذبہ بھی قابل تحسین تھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کے نتائج عمدہ ظاہر فرمائے اور ہم سب کو نبی اکرم ﷺ کی عزت وناموس کی حفاظت کے لئے قبول فرمائے۔ آمین!

سالانہ سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس، جیکب آباد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جیکب آباد کے زیر اہتمام سالانہ سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس زیر صدارت ڈاکٹر اے جی انصاری اور زیر نگرانی حاجی ہادی بخش چنہ منعقد ہوئی۔ علماء کرام میں مولانا عبدالستار حیدری مبلغ عالمی مجلس لاڑکانہ، مولانا محمد حسین ناصر مبلغ عالمی مجلس سکھر، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جمعیت علماء اسلام کے صوبائی رہنما مولانا الٰہی بخش نانوری ودیگر علماء کرام کے بیانات ہوئے۔ مولانا تاج محمد چنہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جیکب آباد، حماد اللہ انصاری، تاج محمود انصاری، فہیم احمد کمبو، نذر محمد کمبو، حاجی محمد سومرو نے کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے بھرپور محنت کی۔

ختم نبوت کانفرنس گمبٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے زیر اہتمام ختم نبوت کانفرنس ۹ر مارچ ۲۰۱۴ء بروز اتوار گورنمنٹ مراد ہائی اسکول کے اسمبلی گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت گمبٹ کے امیر حکیم عبدالواحد بروہی نے کی۔ مولانا راشد مدنی، مولانا امجد مدنی، مولانا مفتی حفیظ الرحمن، مولانا عبدالقیوم ہالیجوی، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا عبدالغفور حیدری کے بیانات ہوئے۔ آخر میں مولانا اسد اللہ کھڑو کا بیان اور اختتامی دعا ہوئی۔ کانفرنس کی نگرانی مولانا نعمت اللہ شیخ نے کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا تجمل حسین نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس میں جامعہ شمس العلوم کھرڑاہ کے مولانا عبدالرحمن پھل نے خصوصی طور پر شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس نواب شاہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۵ر اپریل بروز منگل کو جامع مسجد کبیر میں بعد نماز مغرب سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا محمد سلیم شہداد پور والوں نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا مفتی حفیظ الرحمن، مولانا عبدالرحیم پٹھان، قاری کامران احمد، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمود الحسن حسینی، مولانا انیس الرحمن مولانا تجمل حسین، مولانا یاسین بھٹی کے بیانات ہوئے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض قاری امجد مدنی نے سرانجام دیئے۔ تلاوت قاری عطاء الرحمن مدنی نے کی۔ ہدیہ نعت حافظ اشفاق احمد کراچی نے پیش کی۔ اختتامی دعا مولانا حزب اللہ کھوسو صاحب نے فرمائی۔ کانفرنس میں تمام مقامی علمائے کرام سمیت ہر طبقہ کے مسلمانوں نے بھرپور شرکت کی۔

ختم نبوت کانفرنس خانیوال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ضلعی امیر خواجہ عبدالماجد

صدیقی سجادہ نشین خانقاہ مالکیہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ تلاوت قاری ذوالفقار احمد نے کی۔ نعتیہ کلام مولانا عبداللہ عباس نے پیش کیا۔ کانفرنس سے مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا اللہ وسایا، مولانا عطاء المنعم نعیم اور دیگر علمائے کرام نے بیان فرمایا۔ کانفرنس پیر طریقت خواجہ عبدالماجد صدیقی کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس محراب پور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت محراب پور کے زیراہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۱۰؍مارچ ۲۰۱۴ء بروز پیر مرکزی جامع مسجد میں منعقد ہوئی۔ مولانا عبدالکریم سہتو کی زیر سرپرستی کانفرنس کا آغاز بعد از نماز مغرب ہوا۔ صدارت کے فرائض مفتی محمد یاسین صاحب نے اور نگرانی حضرت مولانا عبدالصمد ہالیجوی نے کی۔ کانفرنس سے مولانا امجد مدنی، مولانا محمد حسین ناصر، عالمی مجلس کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا مفتی کفایت اللہ اور قاری کامران احمد، مولانا تجمل حسین نے خطاب کیا۔ تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت، قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ، توہین رسالت آئین پر بیرونی ہرزہ رسائی کی مذمت، بیانات کے اہم موضوعات تھے۔ مولانا عبدالرحمن پھل، مولانا سعید احمد سومرو، مولانا آصف محمود پھل، مفتی ولی اللہ عباسی، مولانا عبدالشکور، مفتی شاہد، قاری غلام مصطفیٰ، مولانا ابراہیم حیدری، مولانا سید حماداللہ شاہ، مفتی محمد احمد، مولانا شاکر محمود، قاری عبدالرحمن، قاری عبدالحنان، مولانا خالد حسین کوری، حافظ حبیب الرحمن، قاری فتح محمد، مولانا عارف محمود، مولانا غلام نبی، مولانا عثمان، مولانا لیاقت علی سمیت تمام مقامی حضرات نے بھرپور شرکت کی۔

مسافران آخرت

ادارہ لولاک مندرجہ بالا حضرات کے پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور دعاگو ہے کہ اللہ پاک پروردگار عالم مرحومین کی مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دیں:

☆...... دختر نیک اختر مولانا لال حسین اخترؒ ۲۸؍نومبر ۲۰۱۳ء

☆...... حاجی محمد عمر شیخ گمبٹ ۰۰؍مارچ ۲۰۱۴ء

☆...... قاری محمد صدیق جھنگ ۲۹؍مارچ ۲۰۱۴ء

☆...... قاری عبدالرحمن والد محترم مولانا عمیر شاہین میلسی ۲؍اپریل ۲۰۱۴ء

☆...... اہلیہ محترمہ مولانا قاری عبدالحئی عابدؒ ۶؍اپریل ۲۰۱۴ء

☆...... خالد سعید جانباز مرزا ابن مرزا غلام نبی جانبازؒ ۷؍اپریل ۲۰۱۴ء

☆...... مولانا حکیم غلام یاسین جھنگ ۱۰؍اپریل ۲۰۱۴ء

☆...... حافظ عبدالمجید میرپورخاص ۱۴؍اپریل ۲۰۱۴ء

☆...... رانا فضل محمد فیصل آباد ۱۸؍اپریل ۲۰۱۴ء

☆...... مولانا احمد یار چاریاری لالیاں ۱۹؍اپریل ۲۰۱۴ء

☆...... حافظ محمد صدیق بن مفتی محمد اکمل جتوئی نواب شاہ ۲۷؍اپریل ۲۰۱۴ء

مدرسہ عربیہ ختم نبوت چناب نگر میں چوتھا سالانہ تقریری مقابلہ

چند سالوں سے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان (پاکستان) کے زیر اہتمام مدرسہ ہذا کے طلبہ کے مابین تعلیمی سال کے اختتام پر تقریری مقابلہ ہوا کرتا ہے، اس سال بھی حسب سابق ''چوتھا سالانہ تقریری مقابلہ'' 23 جمادی الثانی 1435ھ بمطابق 24 اپریل 2014ء بروز جمعرات کو 9:00 بجے صبح تا 12:00 دوپہر ہوا، جس کی صدارت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے فرمائی اور سرپرستی ونگرانی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے فرمائی اور باقاعدہ ججز اور منصفین حضرات کی ٹیم بھی لاہور سے ساتھ لائے، وقت مقرر پر ''تقریری مقابلہ'' شروع ہوا درس نظامی کے طلبہ ''درجہ ابتدائیہ'' سے ''درجہ عالیہ'' تک نے اس مقابلہ میں شرکت کی ہر ہر درجہ سے منتخب دو دو طالب علم لئے گئے تھے، ان میں سے اول، دوم، سوم، آنے والے طلبہ کو خصوصی انعام جبکہ دیگر شرکاء کو اعزازی انعام دیا گیا۔ خصوصی انعام حاصل کرنے والے طلبہ یہ ہیں۔ اوّل: محمد طلحہ (درجہ رابعہ) مظفر گڑھ، دوم: محمد تنویر عمر (درجہ ثانیہ عامہ) جلالپور پیروالہ، سوم: محمد امین (درجہ ثالثہ) رحیم یار خان۔

اس پروگرام میں چنیوٹ، چناب نگر و مضافات سے مہمانانِ گرامی نے شرکت فرمائی بالخصوص چناب نگر T.M. کالج کے پرنسپل محترم جہانگیر صاحب مع اپنے رفقاء اور حاجی محمد علی صاحب اور چوہدری غلام مصطفیٰ صاحب چنیوٹ سے شریک ہوئے اور تمام مقررین کو اپنے ہاتھ سے انعام دیئے جبکہ انعام دینے کے لیے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب نے طلبہ کے نام پکارے اور مولانا غلام مصطفیٰ صاحب حاضرین مجلس اور مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا فرمایا اور مدرسہ کا تعارف اور مجلس کی خدمات ارشاد فرمائیں اور اختتامی دعا مولانا غلام رسول دین پوری صاحب نے کرائی

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیر اہتمام

ختمِ نبوت انعام گھر

بعد نماز مغرب

موضوع: عقیدہ ختم نبوت — ردقادیانیت

آسان سوالات
بے شمار قیمتی انعامات

14 جون 2014 ہفتہ بمقام آغاز میرج ہال جی ٹی روڈ بلمقابل پاکستان منٹ لاہور

یادگار اسلاف حضرت مولانا
عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب
ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز صاحب
جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی صاحب

حضرت مولانا قاری علیم الدین شاکر صاحب

حضرت قاری جمیل الرحمٰن اختر صاحب

حضرت مولانا عبدالشکور حقانی صاحب

جناب میاں رضوان نفیس صاحب

محترم جناب محمد متین خالد صاحب
لاہور

حضرت مولانا قاری ظہور الحق صاحب

سکول و کالج و اکیڈمیز اور مدارس کے طلباء کے لیے انعامات حاصل کرنے کا بہترین موقعہ عمر کی کوئی قید نہیں

منجانب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ادارۃ الفرقان شادی پورہ لاہور
0321-4320253 , 0307-4141526

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

تعاون کی اپیل

عقیدہ ختم نبوت
کی سربلندی،
ناموس رسالت کے تحفظ
اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی
کے لیے

عطیات، صدقات اور زکوٰۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کو دیجیے

اپیل کنندگان

تعارف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

☆ حضرت امیر شریعتؒ اور خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ارشادات کی روشنی میں ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے بالاتر ہو کر تبلیغ دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی مذہبی جماعت ہے۔ الحمدللہ!

☆ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے مجلس کو پاکستان اور بیرون پاکستان قادیانیت کے محاذ پر کامیابی نصیب ہوئی۔

☆ آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قانوناً قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روک دیا گیا۔

☆ یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام اور قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کے رد میں مراکز قائم کیے گئے۔

☆ برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام...... چناب نگر میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد۔

☆ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس ...... چناب نگر میں ایک سالہ ختم نبوت تخصص کورس۔

☆ قادیانیت کے ہمہ وقت تعاقب کے لیے 40 مبلغین 30 تبلیغی مراکز اور دفاتر 8 شعبہ ہائے تعلیم القرآن۔

☆ چناب نگر شعبہ کتب...... شعبہ میٹرک ...... ماہنامہ لولاک ملتان...... ہفت روزہ ختم نبوت کراچی۔

☆ تحفہ قادیانیت 6 جلدیں...... احتساب قادیانیت 56 جلدیں...... دیگر رد قادیانیت پر اہم کتب شائع شدہ۔

☆ اردو، انگریزی، عربی میں رد قادیانیت پر فری لٹریچر

☆ انٹرنیٹ پر ماہنامہ لولاک...... ہفت روزہ ختم نبوت...... اور دیگر مجلس کی کتب دستیاب ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

حضوری باغ روڈ ۔ ملتان فون: 061-4783486

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان

حکیم العصر محدث دوراں
شیخ الحدیث حضرت اقدس
مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب ظلہ
امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم مدظلہ العالی
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب مدظلہ العالی
نائب امیر مرکزیہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

علاقائی مراکز کے فون نمبر											
	اسلام آباد 2829186	راولپنڈی 0333-7639031	سیالکوٹ 0300-7442857	گوجرانوالہ 4215663 4294656	لاہور 35862404 0300-4304277	سرگودھا 3710474	چناب نگر 6212611	جھنگ 0307-3780833	خانیوال 0301-7819466	چیچہ وطنی 0300-7832358	بہاولنگر 0333-6309355
	بہاولپور 0300-6851586	میرپورخاص 0333-3501864	رحیم یار خان 0301-7659790	سکھر 5625463	اوکاڑہ قصور 0300-6950984	فیصل آباد 0301-7224794	حیدرآباد 3869948	شیخوپورہ 0303-6430074	کوئٹہ 2841995	گجرات 0300-8032577	کراچی 32780337